کفر وارتداد اور جاہلیت کے مقابلے میں اجنبی اور نامانوس بندے۔

﴿مقدمہ﴾

ان الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نستھدیہ ، و نعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا و سیئات أعمالنا ، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ ، و نشھد أن لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ، و نشھد أن محمدا عبدہ و رسولہ ﷺ ۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالی نے اپنے دین کی تبلیغ اور نصرت کیلئے ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے منتخب کر کے بھیجا۔ اور ابتداء میں باطل اور اسکے لشکر کے مقابلے کیلئے ان کے ساتھ ''اجنبی اور غیر مشھور'' ایک مٹھی بھر جماعت کو بھی چنا۔تو وہی لوگ امتحان و آزمائش میں بہترین طریقے سے فائز و کامران رہے ۔ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحابؓ کے مقتدا اور امام تھے ۔اور وہی لوگ بعد کے لوگوں کیلئے مقتدا اور امام ہیں ۔اور ہاں یہ وہی صحابہ کرامؓ ہیں ۔جن کیلئے شریعت مطہرۃ میں یہ اصول مقرر کئے گئے ہیں ۔کہ انکی قدر و تعظیم اور احترام کی جائیگی ۔اور انکے راستوں پہ چلنا ہوگا۔اور انکے طریقوں کو اپنانا ہوگا۔ایک صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

تم پر لازم ہے ۔ کہ میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو ۔ اور دین میں نئی باتوں سے بچنا ۔ کیونکہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے ۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔ (۱)

تو اللہ تعالی نے ان کے ذریعے سے پہلے جاہلیت وشرک کو زائل کیا ۔ اور جب ان کو زمین میں خلافت وتمکین دی ۔ تو انھوں نے اسکو عدل وانصاف اور نور ہدایت سے بھر دیا ۔ حالانکہ ان سے پہلے یہ زمین ظلم اور تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ تو یہی لوگ اللہ تعالی کی اسی تعریف اور جزاء کے مستحق ٹھرے ۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے ۔

و السابقون الأولون من المهاجرين و الأنصار و الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه و أعد لهم جنات تجرى تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم ۔

ترجمہ: تو یہ شریعت کے پکے اصول میں سے ہے ۔ کہ اس دین کا استحکام و اتمام صرف اسی وقت ہوگا ۔ جب اللہ تعالی اپنے مؤمنین بندوں کی آزمائش اور امتحان لے ۔ اور نبی اکرم ﷺ ہمیشہ اپنے صحابہ کرامؓ کو یہ واضح کرتے رہتے تھے ۔ کہ امتحان و آزمائشات یہ اللہ تعالی کا قانون ہے ۔ اور یہ کبھی بھی ٹل نہیں سکتا ۔ اور وہ انھیں راہ حق کی سختی ودرشتی ، اور دین کے دوبارہ اجنبی اور نامانوس ہونے ، اور اجنبی اور نادار لوگوں کا دین کی حفاظت کرنے اور اسی رفاقت کو لینے کے بارے میں وضاحت فرمایا کرتے

تھے۔اور یہ انکے علاماتِ نبوتﷺ میں سے ہے۔جیسے نبی اکرمﷺ کا فرمان ہے۔

بدأ الاسلام غريبا و سيعود كما بدأ غريبا فطوبى للغرباء ۔

کہ ''اسلام کہ ابتداء اس حال میں ہوئی۔کہ یہ اجنبی (نامانوس) تھا۔اور عنقریب یہ پھر اسی طرح اجنبی ہو جائے گا۔جسطرح شروع میں تھا۔پس بھلائی کی خوشخبری ہے۔اجنبیوں کیلئے۔

تو ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق وامداد سے ''اجنبیوں اور انکے طریقہ کار'' پر پانچ (۵) فصلوں میں روشنی ڈالیں گے۔

پہلی فصل۔ قدیم اور جدید اجنبیوں کی مشترک صفات۔انکے عزائم اور پاک نفوس کا مزاج اور طبیعت۔

دوسری فصل۔ انکے مقابلے میں قدیم وجدید جاہلیت وکفر کے علمبرداروں کی مشترک عادات۔

تیسری فصل۔ اجنبی مؤمنین کی جماعت پر آنے والے امتحانات اور وہ تجربے جو راہِ حق کے مسافر کرتے چلے آرہے ہیں۔

چوتھی فصل۔ اجنبیوں اور اہلِ حق پر آزمائشات کا آنا اللہ تعالیٰ کا قانون اور لازم اَمر ہے۔اور باطل کے مقابلے میں راہِ حق پر ہونے کی دلیل ہے۔اور مسلمانوں کی تربیت کے متعلق راہِ حق کی سختی ودرشتی اور اسکے مزاج پر کچھ تفصیل۔

پانچویں فصل۔ وہ خوشخبریاں اور بدلے جو اللہ تعالیٰ نے اجنبی اہلِ ایمان کیلئے

تیار کرر کھے ہیں۔

ہم ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور پھر عصر حاضر کے تجارب کے مطابق مندرجہ بالا موضوعات پہ روشنی ڈالیں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں اپنے اقوال و اعمال میں اخلاص نصیب فرمائیں۔ مؤلف۔

پہلی فصل۔ قدیم وجدید نامانوس لوگوں کے ارادے اور عزائم اور انکے پاک اور سچے نفوس کا مزاج۔

(۱) ۔ اجنبی لوگ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے خاندانوں سے جدا اور نامانوس ہوں۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث نقل ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ ۔ قال ۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الاسلام بدأ غریبا و سیعود کما بدأ فطوبی للغرباء قیل و من الغرباء قال النزع من القبائل ۔(٤)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اسلام کے ابتداء اس حال میں ہوئی۔ کہ یہ اجنبی (نامانوس) تھا اور عنقریب یہ پھر اسی طرح ہو جائیگا۔ جس طرح شروع میں تھا۔ پس بھلائی کی خوشخبری ہے۔ اجنبیوں کے لیے۔ اور امام طبرانی نے اپنے معجم میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو ۔ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ۔ طوبی للغرباء ،

قلنا و ما الغرباء ۔ قال قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر ، من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم ۔

ترجمہ۔حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ خوشخبری ہے۔اجنبیوں کے لئے۔ہم نے سوال کیا۔کہ اجنبی کون ہیں۔تو فرمایا۔ کہ وہ ایسے لوگ ہونگے۔جو برے لوگوں کی کثیر تعداد میں کم ہونگے۔اور انکی مخالفت اور نافرمانی کرنے والے زیادہ ہونگے۔بنسبت ان کے حامیوں کے۔

صاحب معانی لاۤ خبار لکھتے ہیں۔کہ جب یہ بات ہے۔تو یہ مؤمنین نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے مؤمنین کی طرح ہونگے۔کیونکہ انہوں نے اپنے قبیلے سے بغاوت کی ہوگی۔اپنے اہل وعیال مال اور وطن سے جدا ہو کر ہجرت کی ہوگی۔اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر سچا ایمان لایا ہوگا۔اور اسلئے تو اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے۔(یؤمنون بالغیب) یعنی جولوگ مغیبات پر ایمان لاتے ہیں۔انکی مدح سرائی کی گئی ہے۔

(۲) وہ لوگ اجنبیت، دین کو مظبوطی سے پکڑنے، سلف صالحین سے مضبوط ربط رکھنے میں مشترک ہونگے۔

امام بغویؒ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ۔و ممن خلقنا امة یھدون بالحق وبہ یعدلون ۔

ترجمہ۔اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے۔جو حق کے موافق

ہدایت کرتی ہے۔اور اس کے موافق انصاف بھی کرتی ہے۔حضرت عطاء ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد امت محمد ﷺ ہے۔اور وہ مھاجرین اور ان کے احسن طریقے سے اتباع کرنے والے لوگ ہیں۔ اور قتادہؒ فرماتے ہیں۔کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے۔کہ جب وہ یہ آیت تلاوت فرماتے تو کہتے کہ یہ آیت تمہارے لئے ہے۔اور تم سے پہلے ایک قوم کو بھی دی گئی تھی۔و من قوم موسٰی اُمۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون ۔

اور حضرت معاویہؓ سے روایت ہے۔کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔کہ میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔کہ مخالفت کرنے والے کی مخالفت اور یا رسوائی اُنہیں کوئی نقصان پہنچا نہ سکے گی۔یہاں تک کہ قیامت آجائے۔اور وہ اس طرح حق پر ہونگے۔(۷) امام ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔کہ امام احمدؒ دارمی طبرانی نے ابو جمعہ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔کہ ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم سے اچھا بھی کوئی ہوگا۔ہم تمہارے اوپر ایمان لائے۔تمہارے ساتھ جہاد کیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ تمہارے بعد ایک قوم آئے گی۔جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں۔اور مجھ پر ایمان لائینگے۔یہ حدیث شریف حسن ہے۔اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔تو اس سے ثابت ہوتا ہے۔کہ پہلی صدی بہترین صدی تھی۔کیونکہ مؤمنین کفار کی کثرت کی وجہ سے اجنبی تھے۔اور انہوں نے دین کو مضبوطی سے پکڑا۔اور مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کر کے صبر فرماتے رہے۔اور اسی طرح آخری

صدی میں بھی جب مؤمنین دین کو مضبوطی سے پکڑ کر اس کو قائم رکھیں گے۔ اور اطاعت اور فرمان برداری کر کے مصیبتوں پر صبر کرینگے۔ جبکہ گناہوں اور فتنوں کی برمار ہوگی۔تو اس وقت وہ لوگ بھی اجنبی اور نادار ہونگے۔ اور انکے اعمال بھی اس زمانے میں پاک وصاف ہونگے۔ جس طرح صحابہ کرامؓ کے تھے۔ جس طرح ابوہریرۃؓ سے امام مسلم نے اپنے صحیح میں ایک روایت نقل کی ہے۔(۸)

بدأ الاسلام غریبا و سیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغرباء۔

جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۳) یہ جماعت فاتح وغالب اور نہ ختم ہونے والے قتال فی سبیل اللہ کرنے والی ہوگی۔

اور اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں انکی ایسی صفت بیان فرمائی ہے۔

عن عمران بن حصین ان النبی ﷺ قال لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین من ناواهم حتی یقاتل آخرهم المسیح الدجال۔ (۹)

ترجمہ۔حضرت عمران ابن حصینؓ سے روایت ہے۔کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔کہ میری امت کی ایک جماعت حق کیلئے لڑتی رہے گی۔ اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔یہاں تک کہ ان کے آخر والے مسیح الدجال سے قتال کرینگے۔

اور ابن کثیرؒ نے اپنے تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے جو پہلی گزر چکی ہے۔(۱۰)

(لاتزال طائفة من امتی الخ)

امام نوویؒ فرماتے ہیں ۔ کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے ۔ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ۔ کہ میری امت کی ایک جماعت حق کے لئے لڑتی رہی گی ۔ اور قیامت تک غالب رہے گی ۔ تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر ینگے تو کہا جائے گا ۔ کہ تمہارا امیر آجائے ۔ اور ہمیں نماز پڑھائے ۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائینگے ۔ کہ نہیں یہ اس امت کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اعزاز واکرام ہے ۔ کہ یہ لوگ اپنے درمیان ایک دوسرے کے امراء ہیں ۔ (۱۱)

اور ابن ابی خاتم کہتے ہیں ۔ کہ شیبان نے قتادہ سے (قل ان ھدی اللہ ھو الھدی) کے تحت نقل کیا ہے ۔ کہ نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے تھے ۔ کہ (لاتزال طائفة الخ)(۱۲) تو یہ احادیث اس چیز پر دلالت کرتے ہیں ۔ کہ یہی فاتح جماعت ہے جسکی نبی اکرم ﷺ نے تعریف کی ہے ۔ ان کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں ۔

(۱) ۔ کہ یہ لوگ اللہ کے راستے میں دین کے غلبے کیلئے جہاد وقتال کرینگے ۔ اور فاتح وغالب رہینگے ۱۳ ۔ (۲) ۔ یہ جماعت ہمیشہ اس دنیا میں موجود رہے گی ۔ اور قیامت تک ختم نہیں ہونگے ۔

(۳) ۔ یہ لوگ حق پر قائم رہینگے ۔ اور سلف صالحین اور قرآن وحدیث کے متبعین ہونگے ۔ یہ لوگ غالب اور فاتح رہینگے ۔

تو خلاصہ یہ نکلا ۔ کہ یہ جماعت فاتح وغالب قتال کرنے والی قرآن وحدیث

کا اتباع کرنے والی اور نہ ختم ہونے والی ہوگی۔ تو اگر کوئی جماعت جو نیک کاموں میں شریک ہو۔ لیکن قتال فی سبیل اللہ کرنے والی نہ ہو۔ اور یہ دعویٰ کرے۔ کہ یہ حق جماعت ہے۔ تو انکا دعویٰ غلط ہوگا۔ اس بات کو ملحوظ رکھیں۔

(۴) ان اجنبی لوگوں کے پکے ارادے اور عزائم ان کے سچے اور پاک نفوس اور عہدو پیاں اور اپنے وعدے پورا کرنے والے دل۔

کفر وارتداد اور جاہلیت اور اس کی خباثتوں کے مقابلے میں ہمیشہ سے یہ اجنبی اہل ایمان اپنے دین کی نصرت کرتے ہیں۔ اور اپنے رب کے ساتھ کئے گئے وعدے پورا کرتے ہیں۔ اور اس دین سے باطل کے حملے پسپا کرنے میں صبر واحتساب سے کام لیتے رہے۔

اصحاب تفسیر المیسر (من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر و مابدلوا تبدیلا) لکھتے ہیں۔ کہ،

مومنین میں سے ایسے لوگ جنہوں نے اپنے رب کیساتھ وعدے کئے۔ اور وعدے پورے کئے۔ اور بیماریوں، فقر، مصیبتوں اور لڑائی کے اوقات میں صبر کیا۔ تو ان میں سے بعض نے تو اپنی نذر پوری کی۔ اور اللہ کے راستے میں شہید کئے گئے۔ اور یا انہوں نے وفا اور سچائی کی حالت میں وفات پائی۔ اور ان میں سے بعض فتح یا شہادت جیسی عظیم ترین چیزوں میں سے کسی ایک کے منتظر ہیں۔ تو نہ تو انہوں نے اللہ کے وعدے میں کوئی تغیر کی اور نہ اس کو توڑا۔ اور نہ اسے تبدیل کیا۔ جس طرح منافقین

نے کیا (۱۴) ۔ ان تمام احوال میں یہ لوگ بخوبی جانتے ہیں ۔ کہ ہم دین کی وجہ سے اپنے معاشروں میں اور اپنے خاندانوں میں اجنبی اور نا مانوس ہے ۔لیکن اللہ کے حکم سے ہم فاتح رہینگے ۔ اور مخالفین کی کثرت کے باوجود وہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا ۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں قلیل لوگوں سے تعبیر کیا ہے ۔ جیسے فرمایا '' اجنبی اور نا مانو س '' '' ایک مٹی بھر جماعت ۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک قاضی نے فرمایا ۔ کہ اس حدیث شریف کی وضاحت یہ ہے ۔ کہ اسلام کی ابتداء بہت کم لوگوں سے ہوئی ۔ پھر اسلام دنیا پر چھا گیا ۔ اور پھر اسلام کی دعوت میں نقصان اور خلل واقع ہوگا ۔ یہاں تک یہ بہت کم لوگوں میں رہ جائیگا ۔ جسطرح ابتداء میں تھا (۱۵) ۔

تو جب تک یہ کم لوگ دین پر قائم رہینگے ۔ اور اللہ کی کتاب کی طرف ہر وقت متوجہ ہو کر اسکے ہر حکم کے ساتھ اسکی طرف مڑتے رہینگے ۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ انکے دشمن پر انکو فتح نصیب فرمائے گا ۔ انکا اپنے رب پر توکل کیوجہ سے اور ان کے سچے ایمان کی وجہ سے ۔ جس طرح امام مسلمؒ نے ایک حدیث شریف روایت کی ہے ۔

عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله يقول ستفتح عليكم ارضون ويكفيكم الله فلا يعجز احدكم ان يلهو باسهمه ۔ (١٦)

کہ حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ کہ بہت جلد تمھارے لئے زمین مفتوح کردی جائے گی ۔ اور اللہ تمہارے لئے کافی

ہوگا۔تو تم اپنے تیروکمان سے شغل مت چھوڑو۔

امام ابن قیمؒ زادالمعاد میں لکھتے ہیں ۔کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے ۔ (یاایھا الذین آمنو اتقو اللّٰہ وکونوا مع الصادقین) اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔اور سچوں کے ساتھ رہو۔

تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو قسموں پر منقسم کیا ۔(۱) نیک بخت (۲)بد بخت ۔ تو نیک بخت وہ سچائی والے تصدیق کرنے والے ہو نگے ۔اور بد بخت جھوٹے اور تکذیب کرنے والے ہو نگے ۔اور اللہ نے یہ خبر دی ہے ۔کہ قیامت کے دن لوگوں کو صرف سچائی مفید ثابت ہوگی ۔اور منافقین کا علم اور ان کے تمام اقوال و انعال اوران کی ہر دعوت جھوٹ سے بھری ہوئی ہوتی ہے ۔تو جھوٹ کفر اور منافقت کا قاصد ہے ۔اوریہی جھوٹ ان کا دلیل رہبر سواری قائد زیور لباس بلکہ مغز ہے ۔اور سچائی اور صدق ایمان کا قاصد دلیل سواری ،رہبر ،قائد ،زیور ،لباس ،مغز ،بلکہ روح ہے ۔تو جس طرح شرک توحید کا متضاد ہے ۔تو اسی طرح جھوٹ اور کذب ایمان کا متضاد ہے ۔تو جھوٹ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہوسکتے (۱۷)

تو ان کا ایمان طواغیت اور کفار ارض کے مقابلے میں بہت زیادہ قوی ہوتا ہے ۔اور اپنے رب کی نصرت کی امید ان کے دلوں میں پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے ۔اور وہ اپنے رب کی کتاب میں یہ آیت تلاوت کرتے رہتے ہیں ۔ ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ ان اللّٰہ لقوی عزیز الذین ان مکنا ھم فی الا رض

اقامو الصلاۃ وآتو الزکاۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبت الامور ۔

ترجمہ ۔ جو اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کریگا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں ۔ اگر ہم زمین میں انکے پاؤں جما دیں ۔ تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں ۔ اور زکوۃ دیں ۔ اور اچھے کاموں کا حکم دیں ۔ اور برے کاموں سے منع کریں '' تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے ۔ اور یہ لوگ یہ بات بخوبی جانتے ہیں ۔ کہ زمانہ بدلتا رہتا ہے ۔ اور جاہلیت کی تاریک رات زیادہ دیر تک نہیں رہے گی ۔

وتلك الايام نداولها بين الناس ۔ ترجمہ ۔ ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں ۔

تو ان کے آباؤ اجداد کا یہ اعزاز ، کہ انہوں نے زمین کو عدل و انصاف اور نور ہدایت سے بھر دیا تھا ۔ وہ پھر آنے والا ہے ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ۔ کیونکہ ہمیں اپنے نبی ﷺ نے اس کی بشارت دی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون اپنے مخلوقات میں جس طرح اللہ کا ارادہ ہو قائم ودائم رہے گا ۔ اور جس طرح اللہ چاہے گا ۔ وہاں دوام پکڑے گا ۔ تو ان اجنبی لوگوں کے دل اس ایمان ویقین سے بھرے ہوئے ہیں ۔

شاعر کہتا ہے ۔

کہ جب ہم نے زمین کے اقالیم کو فتح کیا ۔ تو اسکے بادشاہ ہمارے محکوم بن

گئے ۔لیکن جب ہماری بادشاہت کا اختتام ہوا۔تو بہت کم لوگ مصیبتوں میں ہمارے ساتھ رہے ۔اورہم جوق درجوق اکیلے خطرناک ترین مصیبتوں کا مقابلہ کرتے رہے ۔لیکن جب ہم نے اپنی مغلوبیت کوختم کرنے اورتاریک رات کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنے دشمنوں پر وار کیا۔تو پھروہی غالب اورفاتح کامراں ہی رہے۔

دوسری فصل

قدیم وجدید جاہلیت اورکفروشرک کےدرمیان منافقت،جن کامقابلہ اہل ایمان غرباء اوراجنبی لوگ کرتے ہیں۔

اورلوگ یہ سوچتے ہیں ۔کہ جاہلیت کا زمانہ صرف وہی تھا۔جو اسلام کے ظہور سے پہلے تھا۔بس اس کے بعد ان کے ذہن سے یہ بات محوہوجاتی ہے۔کہ جب صحیح عقیدہ ختم ہو جائے ۔اورکمزور پڑ جائے ۔اورنظام شرعی اور اللہ کا قانون جس کے ذریعے معاشرے کے فیصلے ہوتے ہیں۔یہ معاشرے سے غائب ہو جائے ۔تو یہ وہی جاہلیت ہے ۔چاہے وہ پرانے زمانے کی ہو ۔یا اس زمانے کی ہو ۔چاہے وہ کسی دوسرے مقام پر ہو ۔یا اس مقام پر ہو۔جاہلیت وہی جاہلیت ہے ۔امام شوکانیؒ ۔ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی خاتم اور ابن مرویہ سے نقل کرتے ہیں ۔کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن خطابؓ کا مقولہ نقل کیا ۔کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا۔کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرمﷺ کے ازواج مطہرات کے بارے میں آیت نازل فرمائی ہے۔

ولا تبرجن تبرج الجا هلية الاولى ۔

ترجمہ۔ ''اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگار کا اظہار نہ کرو''۔تو کیا یہ جاہلیت بس ایک ہی جاہلیت تھی ۔

تو ابن عباسؓ نے فرمایا۔کہ آپؐ نے یہ جو پہلی جاہلیت کے بارے میں سنا ہے ۔اسکا ایک دوسرا دور آخر میں بھی ہوگا۔

البتہ عصر حاضر کی جاہلیت کے بارے میں مکمل تفصیل، ان کی خباثتوں کا ذکر ، ان کا اظہار اور انکی گمراہی سید قطب شہیدؒ (اللہ ان کو شہداء مقبولین میں قبول فرمائے) نے بہترین طریقے سے کی ہے ۔سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں ۔کہ جاہلیت اولی کی سب سے اچھی تعریف اور توصیف حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ نے کی ہے ۔کہ وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو تقریر میں کہتے ہیں ۔جب قریش نے اپنے چند قاصد نجاشی بادشاہ کے سامنے بھیجے ۔کہ صحابہ کرامؓ اور مہاجرین ہمارے حوالہ کردو ۔تو امام احمدؒ نے اپنی سند میں ایک حدیث جعفرؓ سے نقل کی ہے ۔کہ اے بادشاہ ہم پہلے اہل جاہل تھے ۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے ۔اور مردار کھاتے تھے ۔اور فواحش اور بے حیائی کے اعمال کرتے تھے ۔اور اپنے رشتہ داروں سے تعلق کاٹتے تھے ۔اور اپنے ہمسایوں سے برا سلوک کرتے تھے ۔اور ہم میں سے قوی اور مضبوط لوگ ضعیف لوگوں سے کھاتے تھے ۔

اسی طرح وہ آثار جن سے ہمیں جاہلیت اولیٰ کے معاشرے کے بارے

میں کچھ معلومات ملتی ہیں۔ جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث شریف میں ہیں۔ جو بخاری نے روایت کی ہے۔ کہ وہ جاہلیت کے نکاح کے متعلق فرماتی ہیں۔ کہ وہ چار طریقوں سے ہوتا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اور حق کا ظہور ہوا۔ تو جاہلیت کا نکاح ختم کیا گیا۔ اور موجودہ قسم کا نکاح باقی رہ گیا۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ جاہلیت وہی جاہلیت ہوتی ہے۔ اور ہر جاہلیت کی کچھ خباشتیں اور گندگی ہوتی ہے۔ کسی زمانے یا مقام کے ساتھ وہ خاص نہیں ہوتیں۔ جب کبھی لوگوں کا دل عقیدۂ الٰہی اور شریعت اسلامیہ سے اعراض کر گیا۔ اور لوگ اللہ کے قانون کے علاوہ شیطان کی راہ پر چلنے لگے۔ تو وہی جاہلیت بن گئی جو پہلے تھی۔ اگر چہ اس کی بہت سی صورتیں بن گئی۔ اور آج کل لوگ جاہلیت کے اس میدان میں اور اس دریا میں ڈوب رہے ہیں۔ یہ عرب کی جاہلیت کے دور سے مختلف نہیں۔ یا دیگر جاہلیت کے اوقات جو زمین میں گزر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام نے اس جاہلیت کو پاک وصاف کیا۔ آج کل جو لوگ جس گمراہی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ صحافت کو دیکھو، سینما اور فلموں کو دیکھو، لوگوں کے طور طریقوں کو دیکھو، لوگوں کے حسن و جمال کی چیزوں میں سابقت کو دیکھو، ڈانس اور رقص کی جگہوں کو دیکھو، شراب نوشی کی جگہوں کو دیکھو، ریڈیو کو دیکھو اور دیگر ادیبوں کے مریضانہ اور کم ذہن خیالات کو دیکھو، نشر اشاعت کو دیکھو، سود کے نظام کو دیکھو اور وہ چیزیں جو لوگ جمع کر رہے ہیں۔ خسیس اور بے قیمت چیزیں، فضول کام اور اسی طرح عہدوں پر دیکھو کہ کون کون فائز

ہیں۔اسی طرح قانون کو دیکھو۔اور لوگوں کے جنون کو دیکھو، معاشرے کے انحلال اور انتشار کو دیکھو، جو ہر نفس، ہر گھر، ہر نظام اور تمام معاشرے کو یہ خبر داری دیتے ہیں۔کہ یہ قوم وہی جاہلیت اولیٰ اور کفر وارتداد کی طرف لوٹ چکی ہے۔

قرآن میں جاہلیت کا بیان۔

قرآن میں جاہلیت کی چار بنیادیں باتیں بتائی گئی ہیں۔

(۱) جاہلیت کے احکامات۔ (۲) جاہلیت کا گمان۔ (۳) جاہلیت کی بے پردگی۔ (۴) جاہلیت کی غیرت وحمیت۔

(۱) ۔جاہلیت کے احکامات۔

یہ وہ ظالمانہ قوانین ہیں۔جو اسلام کے مقابلے میں مغرب زدہ حکمرانوں کی طرف سے لاگو کردئے گئے ہیں۔شیخ احمد شاکرؒ اس کی بہترین تفصیل بیان کرتے ہیں
۔

اے مسلمانو! تمام اسلامی ملکوں، علاقوں اور یا اسلام سے منسوب جگہوں پر تم دیکھو تمھارے نام نہاد خیر خواہوں یا ظالم عالمی استعمار نے تمہارے ساتھ کیا کردیا ہے۔جبکہ انہوں نے مسلمانوں پر ایسے قوانین نافذ کردئے ہیں۔جو گمراہ کن، اخلاق وآداب کو تباہ کردینے والے اور شریعت کی جڑ اکھاڑنے والے مشرکانہ انگریزی قوانین ہیں۔جس کی بنیاد نہ کوئی دین اور نہ کوئی شریعت ہے۔بلکہ اس کے قواعد ایسے کافر و مشرک شخص نے مرتب کئے ہیں۔جس نے اپنے زمانے کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ

السلام پر ایمان لانے سے انکار کیا ہے۔اور شرک پر مصر رہا ہے۔اور فسق وفجور اور دین کے ساتھ استہزا تو اس کے علاوہ ہے۔

شیخ فرماتے ہیں۔کہ درحقیقت یہ قوانین ایک الگ دین کے ہیں۔جو کہ اسلام کے دشمنوں نے مسلمانوں پر لاگو کر کے انکے اصل پاک وصاف شریعت کو تبدیل کر کے ان کیلئے یہ ایک دین وشریعت بنا دیا ہے۔اور مزید یہ کہ انہی کفار نے اس کے احترام کو واجب قرار دیا ہے۔اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی محبت،تقدس اور اس کے لئے تعصب کو بھی ایک لازمی امر قرار دیا ہے۔یہاں تک کہ اس طاغوتی قانون کیلئے ایسے پاک اور احترام کے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔جو کہ شریعت اسلامیہ اور فقہاء کی آراء کیلئے نہیں کیا جاتا۔بلکہ بہت سے انگریزوں کے ایجنٹ دور حاضر کے کتب ورسائل اور ماہناموں میں شریعت اسلامیہ کو (جمود،عصر حاضر کیلئے نامناسب ، قدیم روایات ،قدامت پرستی ،کہانت، جنگل کا قانون) جیسے برے ناموں سے منسوب کرتے ہیں۔اور پھر ان کفری قوانین کو (جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان نے وضع کئے ہیں)اور ان کی تعلیم وتعلم کو فقہ،فقیہ،شریعت،شریعت وضع کرنے والا وغیرہ وغیرہ جیسے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔جو کہ دراصل علماء اسلام شریعت اسلامیۃ اور اسکے صاحب منصب علماء ربانیین کیلئے استعمال ہوتے تھے۔بلکہ یہاں تک کہ شریعت اسلامیہ اور ان کفری وطاغوتی قوانین کا موازنہ کیا جاتا ہے۔پھر آگے شیخ ؒ فرماتے ہیں!!!

کہ یہ دین جدید اور کفری قوانین مسلمانوں میں ایسے رائج ہو چکے ہیں۔ کہ انہی پر ان کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اور انہیں بنیادی قواعد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان پر فیصلے کرنا باطل ہے۔ اور ملت اسلامیۃ سے خارج ہونا ہے۔ چاہے اتفاقی طور پر کچھ قوانین اسلام کے موافق ہوں۔ کیونکہ یہ موافقت اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے ماننے کی وجہ سے نہیں ہے۔ تو موافقت اور مخالفت دونوں گمراہی کے راستے ہیں۔ اور جو ان کفری قوانین پر عمل درآمد کرے گا جہنم اس کا ٹھکانہ ہوگا۔ تو مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ ان قوانین پر کبھی بھی راضی نہ ہو۔ اور نہ ان کے بارے میں سستی و معاونت سے کام لیں۔ (۴۰)

شیخ السلام ابن قیمؒ اپنے قصیدۃ نونیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات کی قسم کھا کر ایمان کی حقیقت واضح کی ہے۔ کہ وہ آدمی مومن نہیں ہوسکتا۔ جو نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کو قبول نہ کریں۔ بلکہ وہ آدمی بھی مومن نہیں۔ جو کتاب وسنت کے فیصلے کو کامل اور کافی نہ سمجھیں۔ بلکہ وہ بھی مومن نہیں۔ جو شریعت کے مطابق فیصلے کے بعد یہ اپنے دل میں کوئی تنگی، درشتی اور ناخوشی محسوس کرے۔ اور وہ آدمی بھی مومن نہیں ہوسکتا۔ جو شریعت کے مطابق فیصلے کے بعد مکمل تسلیم نہ ہو۔

(۲) ۔جاہلیت کی بدگمانیاں

امام ابوحیانؒ۔ (یظنون با للّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناحق جہالت بھری بدگمانیاں کر رہے تھے۔ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ

جمہور کے نزدیک ظن الجاھلیۃ یہ ہے ۔کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کا قدیم زمانہ ۔ جسطرح فرمایا۔حمیۃ الجاھلیۃ (ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ) اور جس طرح کہتے ہیں۔شعر الجاہلیۃ ۔

مقاتل فرماتے ہیں ۔کہ انہوں نے یہ گمان کیا۔کہ نبی اکرم ﷺ کا کام نیست ونابود ہونے والا ہے ۔زجاج کہتے ہیں ۔کہ یہ گمان کرنا کہ اس کی مدت ختم ہو چکی ہے ۔اور ضحاک ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں ۔کہ یہ گمان کہ محمد ﷺ قتل کیے گئے ۔اور بعض نے کہا ہے ۔کہ جاہلیت کی بدگمانی یہ ہے ۔کہ انبیاء علیہ السلام اور شریعتوں کا انکار کیا جائے ۔بعض نے کہا ہے ۔کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت سے نا امیدی اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے وعدے میں شک کرنا ۔اور بعض نے کہا ہے ۔کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں ۔کہ کفار حق پر ہیں ۔اس لئے انکی مدد کی جاتی ہے ۔اور بعض نے کہا ہے ۔ کہ تقدیر کا انکار کرنا ۔(۲۲)

ابن قیمؒ زاد المعاد میں (ظن الجاھلیۃ) (جاہلیت کی بدگمانی) کی تشریح میں لکھتے ہیں ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں مسلمانوں کے غم کا تدارک اور اسے کم کرنے کیلئے اور اسے ختم کرنے کیلئے ان پر ایک غنودگی سی طاری کی ۔اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امن اور رحمت تھی ۔اور جنگ میں غنودگی کا نزول یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی علامت ہوتی ہے ۔جس طرح جنگ بدر میں بھی اسکا نزول ہوا تھا

۔اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی۔کہ جس شخص پر یہ غنودگی طاری نہ ہوئی۔تو اسے صرف اپنے نفس کو بچانے کی فکر تھی۔اسے رسول اللہ ﷺ اور اسکے اصحاب اور دین کی کوئی فکر نہ تھی۔اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ پر ناحق بدگمانیاں کرنے لگے تھے۔اور اللہ پر ناحق بدگمانی یہ ہے۔کہ کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی امداد و نصرت نہیں کرے گا۔اور اس کا کام تمام اور نیست و نابود ہو جائے گا۔اور اسے کفار کے حوالے کر کے قتل کیا جائے گا۔اور یا یہ سوچ کہ جو مصیبتیں ان کو پہنچی۔وہ اللہ تعالیٰ کی طرف مقرر کردہ نہیں تھی۔اور یا ان مصیبتوں میں کوئی حکمت الٰہی نہ تھی۔تو اللہ تعالیٰ کی حکمت، قضاء و تقدیر کا انکار ہو گیا۔اور اس کا انکار کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے کام کو مکمل نہیں کریگا۔اور اس کے دین کو تمام ادیان باطلہ پہ غالب نہیں کریگا۔یہ وہی بدگمانی ہے۔جو مشرکین و منافقین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حق میں کیا کرتے تھے۔جسطرح اللہ تعالیٰ سورۃ الفتح (۶) میں فرماتے ہیں۔

ویعذب المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات الظانین باللّٰہ ظن السوء علیہم دائرۃ السوء وغضب اللّٰہ علیہم ولعنہم واعد لہم جہنم وساءت مصیرا۔

ترجمہ۔اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے۔جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں کرنے والے ہیں۔(دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے۔اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت

کی ۔اور انکے لئے دوزخ تیار کی ۔اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے ۔

تو یہی وہ ناحق اور برے گمان ہیں ۔ جو جاہلیت کے علمبرداروں کیطرف منسوب ہیں ۔اور یہ ناحق گمان اسلئے ہے ۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک ناموں اور اس کے اعلیٰ صفات کمالیۃ اور اس کے تمام عیبوں سے پاک اور اس کے تمام برائیوں سے بَری ذات کے لائق نہیں ۔اور نہ اس کی عجیب وغریب حکمت اس کی حمد اور اس کیلئے الہٰ اور رب ہونے کے لائق ہیں ۔اور اس کے سچے ہونے والے وعدوں اور اس کے اپنے رسولوں کے ساتھ نصرت ۔اور یہ کہ انھیں وہ رسوا نہیں کرے گا ۔اور اسکے لشکروں اور جماعت کو کفار پر غلبہ دیا جائے گا ۔جیسے کلمات کے لائق بھی نہیں ۔جو شخص یہ گمان کرے ۔کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مدد نہیں کرے گا ۔اور اس کے دین کو کامل کر کے اسکا کام پورا نہیں کرے گا ۔اور نہ اس کی تائید اور اس کے ساتھیوں کی تائید کرے گا ۔اور نہ انھیں انکے دشمن پر برتری ،کامیابی وفتح ،اور غلبہ عطا کرے گا ۔اور اللہ تعالیٰ اپنے دین اور کتاب کی نصرت نہیں کرے گا ۔اور وہ شرک وکفر کو توحید پر اور باطل کو حق پر ہمیشہ غلبہ واستقرار دیکر توحید وحق کبھی پھر قائم اور ظاہر نہ رہ سکیں گے ۔تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کی ۔اور اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی نسبت کی ہے ۔جو اسکے کمال ،جلال وشان ،صفات ،قدر کے لائق ہی نہیں ۔کیونکہ اس کی حمد وحکمت ،عزت وجلال اور الٰہیت ،اسکا انکار کرتی ہے ۔کہ اسکا لشکر حق اور جماعت حق ذلیل ورسوا رہو ۔اور اس کے دشمن مشرکین ہمیشہ غالب ومنصور رہیں ۔تو جس نے بھی اس پر

یہ بدگمانی کی ۔تو وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے ۔ اور نہ اس کے اسم اور صفات کمالیہ کو ۔ اور اکثر لوگ اپنے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ پر ناحق بدگمانیاں کرتے ہیں ۔تو ان بدگمانیوں سے صرف وہ آدمی بچ سکتا ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہو ۔ اور اسکے اسماءوصفات اور لائق حمد وتعریف کو اور اس کی حکمت وبصیرت کو ۔تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکے انصاف ورحم سے ناامید ہوا ۔ اور جس نے یہ سوچا ۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ۔ انکے محسنین ومخلص اور راہ راست پر ہونے کے باوجود عذاب دے گا ۔ اور وہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ مساوی ویکساں طرز عمل اختیار کرے گا ۔تو انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کی ۔ اور جس نے یہ گمان کیا ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا یا اس کا کوئی شریک بھی ہے ۔ اور اسکی اجازت کے بغیر بھی اسکے ہاں کوئی سفارش کرنے والا ہے ۔ اور یا اسکے اور مخلوق کے درمیان کچھ واسطے بھی ہیں ۔ جو اسے لوگوں کی ضروریات پیش کرتے ہیں ۔ اور یا اس نے اپنے بندوں کیلئے کچھ اولیاء مقرر کئے ہیں ۔ کہ انکے ذریعے سے بندے اسکے ہاں تقرب حاصل کریں ۔ اور ان اولیاء کو وسیلہ بنائے ۔یا واسطے بنائیں ۔ ان سے دعائیں مانگیں ۔ اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کریں ۔ اور ان سے ڈریں ۔ اور امیدیں وابستہ رکھیں ۔تو اس شخص نے تو اللہ تعالیٰ پر بہت ہی برا اور قبیح گمان کیا ۔ اور جس نے یہ گمان کیا ۔ کہ اس نے اپنے رسول محمد ﷺ پر ایسے دشمن مسلط کئے ہیں ۔ جو ہمیشہ اسے گھیرے ہوئے ہیں ۔ اس کی زندگی میں بھی اور اس کی موت کے بعد بھی وہ امتحان میں مبتلا ہے ۔ اور وہ دشمن اس

سے جدا نہیں ہو رہے۔ اور جب محمد ﷺ نے وفات پائی۔ تو انھوں نے خلافت پر قبضہ جما لیا۔ حالانکہ ان کیلئے اس کی کوئی وصیت نہیں کی گئی تھی۔ اور ان دشمنوں نے اہل بیت پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے۔ اور انکے حقوق سلب کر لئے۔ اور انھیں ذلیل ورسوا کیا۔ تو عزت وغلبۃ اور قہرمانی ہمیشہ اللہ تعالی محمد ﷺ اور اہل بیت کے دشمنوں کی رہی۔ حالانکہ انھوں نے کوئی گناہ یا جرم نہیں کیا تھا۔ یعنی اہل حق اور اولیاء اللہ مظلوم بنے رہے۔ اور اللہ تعالی انکے دشمنوں کے قہر وغلبے، غصب وحق تلفی کی نصرت پر قادر بھی ہے۔ اور اپنے لشکر وجماعت کو غلبہ دلوا بھی سکتا ہے۔ لیکن وہ انکی امداد ونصرت نہیں کرتا۔ اور نہ ان کے دشمنوں کو پچھاڑتا اور مغلوب کرتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ ان کے دشمنوں کو غالب ہی رکھتا ہے۔ اور یا یہ گمان کہ اللہ تعالی اپنے اولیاء کی نصرت پر قادر ہی نہیں۔ اور انکے دشمنوں کے یہ کرتوت اللہ تعالی کی قدرت ورضاء مشیت کے بغیر ہوئے ہیں۔ اور پھر اپنے نبی ﷺ کے دشمنوں اور اسکے دین کو تبدیل کرنے والوں کو اسکی کے قبر کے ساتھ قبریں اور ہمسائیگی بھی دے دی۔ اور امت مسلمۃ نبی ﷺ اور ان کے دشمنوں پر ہر وقت سلام بھی کرتی رہتی ہے۔ یعنی ایسی بدگمانیاں جو شیعہ روافض کرتے ہیں۔ تو یہ بہت ہی بدترین اور قبیح ترین بدگمانیاں ہیں۔ جو وہ کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کچھ بھی کہیں کہ اللہ تعالی انکی نصرت پر قادر ہے۔ یا اس پر قادر نہیں۔ کہ انھیں خلافت اور کامیابی عطا کردے۔ تو دونوں صورتوں میں یہ لوگ اللہ تعالی کی قدرت میں قدح اور نقص نکال رہے ہیں۔ اور اس کی حکمت اور حمد وتعریف میں چھیڑ خانیاں کر رہے ہیں۔

اور یہ سب کے سب اس پاک اور بے عیب ذات پر بدگمانیاں ہیں ۔تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اللہ تعالی پر ایسی بدگمانیاں کرے گا ۔وہ اس کے ساتھ بغض بھی رکھے گا ۔اور ظاہر ہے ۔وہ اللہ تعالی کی مخالفت بھی کرے گا ۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بدترین گمان یہ کیا ۔ کہ گرمی کی شدت سے پناہ حاصل کرنے کیلئے آگ سے التجاء واستغاثہ شروع کیا ۔تو کہا ۔ کہ گرمی کی شدت اللہ تعالی کی مشیت وارادے سے نہیں ۔اور نہ اس کو اس کے دفع کرنے کہ کوئی قدرت ہے ۔اور نہ اپنے اولیاء کی نصرت کرنے کی ۔ کیونکہ وہ بندوں اور مخلوقات کے افعال پر کوئی قدرت نہیں رکھتا ۔ اور نہ یہ اس کی قدرت کے تحت داخل ہیں ۔تو ان لوگوں نے اللہ تعالی پر اپنے مجوسی اور مشرکین بھائیوں کا سا گماں کیا ۔ اور ہر وہ آدمی جو باطل پرست ، کافر ، بدعتی ،قہر زدہ ، ذلیل ورسوا ہو گیا ہو ۔تو وہ اپنے رب پر اس قسم کی بدگمانیاں کرے گا ۔ انتہی ۔

جاہلیت کی بے پردگی اور بناؤ سنگار

تو (تبرج الجاهلية) جاہلیت کی بے پردگی اس دور کے معاشرے کے فساد اور گندگی وخرابی کی ایک مثال ہے ۔جسمیں اہل جاہلیت زندگی گزار رہے تھے ۔ امام ابن جوزیؒ زاد المسیر میں لکھتے ہیں ۔ کہ جاہلیت کی بے پردگی اور تبرّج کی توصیف میں سلف سے چھ (۶) اقوال منقول ہیں ۔

(۱) ۔ کہ عورت گھر سے نکل کر راستے میں مردوں کے درمیان چلتی تھی ۔تو یہ تبرّج ہوا ۔ یہ قول امام مجاہدؒ کا ہے ۔

(۲) ۔امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ''تبرّج'' عورت کا ناز نخرے اور ٹوٹ پھوٹ کر چلنے کو کہتے ہیں۔

(۳) ۔ابن ابی نجیح فرماتے ہیں۔کہ ''تبرّج'' متکبرانہ چال چلنے کو کہتے ہیں۔

(۴) ۔امام کلبیؒ فرماتے ہیں۔کہ عورت موتیوں سے ایک ذرہ بنا کر پہن لیتی تھی۔ پھر راستے کے وسط میں چلتی تھی۔اور اسکے بدن پر اسکے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ ابراہیمؑ کے زمانے میں ہوتا تھا۔

(۵) ۔امام مقاتل فرماتے ہیں۔کہ عورت اپنے دوپٹے کو اپنے سر سے سرک کر بغیر باندھے چھوڑ دیتی تھی۔تو اسکی بالیاں اور ہار نظر آتے تھے۔

(۶) ۔امام فراء کہتے ہیں۔کہ عورت کافی قیمتی کپڑے پہن لیتی تھی۔لیکن اپنے جسم کو نہ چھپاتی تھی۔

عجیب وغریب بات ہے۔کہ جس طرح تابعینؒ نے جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی تشریح کی ہے۔بالکل اسی طرح ہم بھی آجکل گلیوں،بازاروں،محلّوں اور تجارت کی جگہوں اور وسائل نقل وحمل نشریات (چاہے وہ سننے سے یا دیکھنے سے تعلق رکھتے ہو) میں وہی جاہلیت کا عالم دیکھتے ہیں۔

بلکہ ان فواحش و بے حیائی اور ذلیل و بے ہودہ کاموں کیلئے ایسے قوانین بنا دئے گئے ہیں۔جو انکی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔اور اسکے علاوہ نیک و پاک باز عورتوں کے ساتھ استہزاء اور انکا مزاق اڑایا جاتا ہے۔اور انھیں قدامت پرستی،غیر

ترقی یافتہ عورتوں جیسے اوصاف سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور انکے متضاد تنگی اور بے پردہ عورتوں کو ترقی یافتہ اور جدید دور کا مقابلہ کرنیوالی جیسے اوصاف سے یاد کیا جاتا ہے۔

شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ جب دین کو ترک کر دینا ترقی ٹھرے۔ تو اے کاش!! مجھے اس ترقی یافتہ دور کے آنے سے پہلے موت آجائے۔

(۳) جاہلیت کی غیرت وحمیت

جاہلیت کی غیرت وحمیت جیسے آج کل کے قوم پرست لوگ جو دوستی اور دشمنی کا معیار قومیت ہی کو سمجھتے ہیں۔ اور اسی کو کسی ملک کے تحفظ کا ضامن سمجھتے ہیں۔ اور اس کی بنیاد پر خون خرابہ کرتے ہیں۔ سید قطبؒ ظلال میں لکھتے ہیں۔ کہ جاہلیت کی حمیت، قومیت وتعصب کا نعرہ، ظلم اور گناہ میں تعاون اور باطل میں نصرت جاہلیت کے دور کا شیوہ تھا۔ اور ظاہر بات ہے۔ کہ جس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی شریعت اور فطرت نہ ہو۔ وہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسے جاہلیت کے دور کے شعراء یہ گن گاتے تھے۔ کہ تو اپنے بھائی کی مدد کر چاہے، وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اور یہ کہ میں تو لڑتا ہی رہوں گا۔ اگر بات حق کی ہو یا ناحق ہو۔ تو آج کل یہ مصیبت تمام لوگوں پر مسلط ہے کہ لوگ دوستی اور دشمنی کا معیار قوم قبیلے یا زبان کو سمجھتے ہیں جس طرح عرب قومیت، تو انہوں نے مسلمان، مرتد، کافر، یہودی، عیسائی، مجوسی، لادینی یہاں تک کہ شیطان اور بتوں کے عبادت گزاروں کو ایک ہی پلڑے میں ڈال دیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا کوئی حصہ نہیں۔ ہم نبی اکرم ﷺ کی تاریخ کو نقل کرتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے

ہمیں واشگاف الفاظ میں یہ حکم دیا ہے کہ تمہاری دوستی اور دشمنی کا معیار خالص شرعی بنیاد پر ہو۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ قریش کے کچھ سردار ابو طالب کے ہاں گئے۔ اور ان کو کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہمارا سب کچھ خاک میں ملا دیا۔ تو اس سے براءت کر لے۔ اور یا اسے خود سمجھا دے۔ اور اسی طرح صحابہ کرامؓ کی سیرت میں بھی ایسے واقعات ہیں۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ کہ بدر کے دن مصعب ابن عمیرؓ نے اپنے مشرک بھائی ابوعزیز کی طرف اشارہ کر کے صحابہ کرامؓ کو فرمایا۔ کہ اس کو پکڑو۔ اس کی والدہ مالدار ہیں۔ اور وہ زیادہ فدیہ ادا کرے گی۔ تو ابوعزیز نے کہا کہ کیا میں تمہارا بھائی نہیں ہوں۔ تو مصعب ابن عمیرؓ نے فرمایا کہ نہیں میرے بھائی تو یہ دوسرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

صاحب روض الأنف لکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے جاہلیت کے تمام قوم پرستانہ خیالات کو ختم کر ڈالا۔ اور اسی طرح غزوہ مریسع کے دن بھی جب ایک شخص نے مہاجرین اور دوسرے نے انصار کو بلایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ان پر سخت نکیر فرمائی۔ اور ان کو قوم پرستانے اور متعصبانہ کلمات بولنے سے منع فرمایا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کے جس شخص نے جاہلیت کے دعوؤں کا اعادہ کیا تو اسکے باپ کے شرم گاہ کو پکڑ کر اسکے دعوے کو کھلم کھلا رد کر دیا جائے اور اس بارے میں کوئی خیال نہ رکھا جائے۔ اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک شخص کو تعصب کا نعرہ لگانے پر پچاس درے لگائے۔ اور فرمایا کہ ہم تو حضرت عمرؓ کے اقوال پر عمل کریں گے۔ کیونکہ ہم مسلمان اللہ تعالی کے بندے اور سب ایک ہی جماعت کے اور بھائی بھائی ہیں۔

امام ماوردی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔

اذ جعل الذین کفروا فی قلوبھم الحمیة حمیة الجاھلیة ۔

ترجمہ ۔ جبکہ کافروں نے اپنے دل میں سخت جوش پیدا کیا تھا ۔ جو جہالت کا جوش تھا ۔

یعنی قریش وہ لوگ اپنے بتوں اور خداؤں کی عبادت کرتے تھے ۔ اور یہ تعصب اور تکبر کرتے تھے ۔ کہ ہم ایک اللہ تعالی کی عبادت نہیں کریں گے ۔ اور دوسری بات کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو نبی نہیں مانتے تھے ۔ اور بسم اللہ سے نبی اکرم ﷺ کے کسی کام کے ابتداء کو برا سمجھتے تھے ۔ اور عبادت کیلئے مکہ میں داخل ہونے سے بھی منع کرتے تھے ۔ اور بغیر دلیل کے اپنے آباؤ اجداد کی تابعداری کرتے تھے ۔ جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

انا وجدنا آبائنا علی أمة و انا علی آثارھم مقتدون ۔

ترجمہ ۔ کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ۔ اور ہم انہیں کے پیروکار ہیں ۔

امام آلوسیؒ (جاہلیت کی حمیت) کے بارے میں لکھتے ہیں ۔ کہ یہ تکبر اور اسلام میں داخل ہونے کو شرم و عار سمجھتے تھے ۔ امام راغبؒ کہتے ہیں ۔ کہ جاہلیت کی حمیت بغیر دلیل کے اتباع کو کہتے ہیں ۔ اور امام بیضاویؒ اس حمیت کو حق سے منع کرنے کا ذریعہ کہتے ہیں ۔

تیسری فصل

تمام اجنبی لوگ راہ حق کی مصیبتوں اور آزمائشات میں ایک ہی جیسے ہونگے۔

تو اہل ایمان کو خوب معلوم ہے۔ کہ راہ حق میں بے شمار مشقتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس دور کے طواغیت ان پر ہر قسم کا جبر وتشدد روا رکھیں گے۔ اور ان مٹھی بھر حق پرست جماعت کو اپنے رب کے وعدوں اور نصرت پر بھرپور اعتماد ہے۔ اور وہ جاہلیت وکفر کے ہر رسم سے براءت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور انہیں یہ خوب معلوم ہے۔ کہ راہ حق میں انہیں بھوک، خوف، فقر، جیل اور قتل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جس طرح پہلے زمانے کے حق پرستوں کے ساتھ ہوا۔ جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

و لنبلونکم بشیء من الخوف و الجوع و نقص من الأموال و الأنفس و الثمرات و بشر الصابرین ۔

ترجمہ۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو ڈر سے اور بھوک سے اور مالوں، جانوں اور میووں کے نقصانات سے۔ اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو۔

امام ابن جریرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ اور انبیاء اور ان کے متبعین پر بہت سی آزمائشیں آئیں گی۔ جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

مسّتھم البأساء و الضرّاء و زلزلوا ۔

ترجمہ۔ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھنجھوڑائے گئے۔

اورتم پر دشمن کا خوف طاری ہوگا۔تم پر قحط آئے گی۔دشمن سے تمہاری جنگ ہوگی۔جس سے تمہارے لوگ شہید اور قتل ہونگے۔اور تمہارے اموال تباہ ہوجائینگے۔اور اللہ تعالی اس دوران تم میں سے مؤمنین اور منافقین جدا کرلے گا۔سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں۔کہ جس عقیدے اور جس نظریے پر انسان محنت کرلیتا ہے۔اور اس کے راستے میں تکلیفیں برداشت کرلیتا ہے۔اسے اس عقیدے کی قدر و منزلت کا احساس ہوجاتا ہے۔اور اہل ایمان اپنے عقیدے کیلئے ایسی قربانیاں دیتے ہیں۔کہ باطل پرست لوگ بھی حق کی طرف لوٹنا شروع ہوجاتے ہیں۔کیونکہ وہ سمجھ جاتے ہیں۔کہ اہل ایمان کا عقیدہ واقعی قیمتی ہے۔اگر یہ قیمتی نہ ہوتا۔تو اہل ایمان اس کیلئے ایسی قربانیاں کیسے دیتے۔اور اس وقت میں تمام شیطانی اوہام و خیالات ختم ہوجاتے ہیں۔اور اللہ تعالی کا دین اور صحیح عقیدہ باقی رہ جاتا ہے۔

معاشرے میں اجنبی لوگ اور اہل ایمان ملامت اور جلاوطنی کا شکار ہوں گے۔

اہل ایمان اجنبی لوگ اپنے قبیلے، گھر اور معاشرے میں بھی ملامت اور لوگوں کے طعن و تشنیع کا شکار ہوجاتے ہیں۔امام ابوالفراج ابن رجب حنبلیؒ کہتے ہیں کہ جس طرح مسند احمد میں ہے۔کہ عبادہ ابن صامتؓ نے فرمایا۔کہ ایک ایسا وقت آئے گا۔کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی کوئی قدر نہیں کی جائیگی۔یعنی جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن و شریعت سیکھی ہوگی وہ لوگوں کے درمیان مردہ گدھے کے

سر کی قیمت سے بھی کم قدرومنزلت والا ہوگا۔ اور ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ کہ ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ مؤمن تمام دنیا میں ذلیل شمار کیا جائے گا۔ اور اہل فساد اور اہل شبہات اور شھوات اس کو ہر قسم کی تکلیفیں دیتے رہیں گے۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ مؤمن کیسے کفر و شرک وشھوات میں گھل جائے گا۔ سید قطبؒ لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و ما كان جواب قومه الا أن قالوا أخرجوهم من قريتكم انهم أناس يتطهرون ۔

ترجمہ۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس کی قوم نے مگر یہی کہا۔ کہ نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں۔

تو یہی بات ہے۔ کہ پاک باز اور اہل ایمان، صادقین، جاہلیت پرست اور کافر اور مشرک لوگوں کے درمیان کبھی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ کیونکہ ان کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انهم أناس يتطهرون ۔

ترجمہ۔ یہ لوگ بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں۔

امام قتادہ نے فرمایا۔ کہ ان کو بغیر عیب کے بدنام کیا جارہا ہے۔ امام مناویؒ فرماتے ہیں۔ کہ اسلام کی ابتداء بہت کم نا آشنا غیر مشہور اور اجنبی لوگوں میں ہوئی۔ اور پھر اسلام ساری دنیا میں پھیلا۔ تو جس طرح اسلام کی حفاظت اہل ایمان غرباء، مجبور اور ملھوف لوگوں نے کی۔ اسی طرح آخری زمانے میں بھی ایسے ہی لوگ اس

دین کی حفاظت پر کمر بستہ ہونگے۔

اور امام طیبیؒ فرماتے ہیں۔کہ انہی اجنبی اور مجبور لوگوں کیلئے جنت اور فتح و کامرانی کی خوش خبریاں ہیں۔یہ حدیث امام ابن الاثیرؒ نے نقل کی ہے۔اور امام ترمذی نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔کہ یہ لوگ ایسے ہوں گے۔جو سنت رسولﷺ میں فساد اور اس کو چھوڑے جانے کے بعد اصلاح کریں گے۔اور اسی طریق محمدیﷺ پہ عمل پیرا ہوں گے۔

کفار اور یہود و نصاریٰ انہی اہل ایمان کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

تاریخ ہمیں یہ بتلاتی ہے۔کہ یہود و نصاریٰ نے اسلام کے خلاف کتنی سازشیں کیں۔اور انہوں نے نبی اکرمﷺ کو کیسے دعوت سے منع کرنا چاہا۔ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قل یا أهل الكتاب لم تصدون عن سبيل الله من آمن تبغونها عوجا و أنتم شهداء و ما الله بغافل عما تعملون ـ

ترجمہ۔تو کہہ اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایمان لانے والوں کو۔کہ ڈھونڈتے ہو اس میں عیب۔اور تم خوب جانتے ہو۔اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں تمھارے کام سے۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے ان کے بارے میں خبر ہے۔کہ یہ حق کے مخالف اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے منکر اور اہل ایمان کو رسولﷺ اور حق سے منع

کرنے والے ہیں۔اور اسی طرح انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے قتل کی کتنی کوشش کی ہے۔جس طرح ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔کہ فتح خیبر کے وقت ایک یہودی عورت نے ایک بکری نبی اکرم ﷺ کو ہدیے میں دی۔اور پکانے کے دوران اس میں زہر ڈالا۔تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کو نعوذباللہ قتل کردے۔تو یہ کیسے ممکن ہے۔کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ دوستی کریں۔جو ایک زمانے سے اہل اسلام پر مختلف طریقوں سے حملے کررہے ہیں۔اور وہ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدوں میں جھوٹے ہیں۔اور یہی لوگ صلیبی اور صیہونی عزائم لیکر ہماری مقدس جگہوں پر قبضہ کیے ہوئے ہیں۔اور کیسے ہمارے یہ مرتد حکمران ان کے ساتھ معاہدے اور دوستیاں کررہے ہیں۔اور یہود و نصاریٰ کو جنگی حلیف بنارہے ہیں۔اور صلیبی اور صیہونی اتحاد میں شامل ہورہے ہیں۔تو اہل ایمان اور اجنبی لوگ ان سب کے ساتھ دشمنی اور مقابلے کیلئے تیار ہوجائیں۔سید قطبؒ لکھتے ہیں۔کہ یہی یہود و کفار مشرکین کو اہل ایمان کے مقابلے میں حق پر سمجھتے تھے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هؤلاء أهدى من الذين امنوا سبيلا۔

ترجمہ۔یہ مشرکین ایمان والوں سے زیادہ ہدایت یافتہ راستے پر ہیں۔

یہ لوگ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔اندلس میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔فلسطین میں یہود کو جگہ دیکر مسلمانوں کا خون بہایا۔حبشہ،صومالیہ،اریٹیریا،الجزائر میں مسلمانوں کا قتل عام کررہے ہیں۔اور پھر جو لوگ یہ کہتے ہیں۔کہ ان کے ساتھ دوستی

اورتعاون کرنا چاہئے ۔تو وہ اسلام کی روح اورحقیقت کو جانتے تک نہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

یا أیھا الذین امنوا لا تتخذو الیھود و النصاری أولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللّٰہ لا یھدی القوم الظالمین ۔

ترجمہ ۔ اے ایمان والومت بناؤ ۔ یہود اور نصاری کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ۔ایک دوسرے کے اور جوکوئی تم میں سے دوستی کرے ۔ان سے تو وہ انہی میں سے ہے ۔اللہ تعالی ہدایت نہیں کرتا ۔ظالم لوگوں کو۔

تو یہ مسلمانوں کے لیئے اللہ تعالی کا نازل کردہ قانون ہے ۔کہ وہ کفار اور یہودونصاری کے ساتھ کوئی تعاون اور دوستی نہیں کرینگے ۔اور جوکوئی اس طرح کرے گا ۔تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا ۔اوروہ اپنے نفس پرظلم کرر ہاہوگا ۔ اور اس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن یہودونصاری اور مرتدین کی صف میں کھڑا ہوگا ۔ اور جولوگ وحدت ادیان کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔کہ تمام ادیان ایک ہی ہیں ۔تو وہ ابھی تک اسلام کو سمجھتے ہی نہیں ۔کیونکہ دین شفاف اور متبوع وہ آخری دین اسلام ہی ہے ۔تو اسی طرح ماضی میں جب اسلام کا ظہور تیز ہوا ۔تو انہی یہودونصاری نے مسلمانوں کے مرتد حکمرانوں کو ہر قسم کی امداد دیکر مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا ۔اوراسی طرح نظریاتی طور پر بھی امریکی اور صلیبی اتحاد نے میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کو گمراہ کیا ۔جس طرح صلیبی صیہونی جنگ اور مشرق وسطی کے حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ اور اللہ تعالی نے

ہمیں قرآن کریم میں ان آزمائشات اور مصیبتوں کے بارے میں پہلے سے خبر دی ہے ۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

لتبلون فی أموالکم و أنفسکم و لتسمعن من الذین أوتوا الکتاب من قبلکم و من الذین أشرکوا أذی کثیرا و ان تصبروا و تتقوا فان ذلك من عزم الأمور ۔

ترجمہ ۔البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں اور جانوں میں ۔اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت ۔ اور اگر تم صبر کرو ۔ اور پرہیز گاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں ۔

سید قطبؒ لکھتے ہیں ۔ کہ یہ تمام ادوار میں اہل حق اور ایمان والوں کی تاریخ ہے ۔ کہ ان پر مصیبتیں آئیں گی ۔ اور یہی جنت کا راستہ ہے ۔ کیونکہ جنت مصیبتوں کے اندر ہے ۔اور جہنم شھوات اور گناہوں کے اندر ہے ۔تو حق پرستوں کو اہل کتاب اور مشرکین کے مکروفریب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور امام طبریؒ نے بھی اس آیت میں مسلمانوں کے اموال اور جانوں کے تباہ ہو جانے اور یہودیوں کے برے کلمات سننے اور ان جیسی مصیبتوں کے آنے کی تشریح کی ہے ۔جس طرح ہم بھی اس دور میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور کفار کے شبہات واعتراضات جو آج کل کے کفریہ ممالک میں زوروشور سے جاری ہیں ۔سامنا کر رہے ہیں ۔تو ہم ان گمراہ اور نام نہاد مسلمانوں کو کہتے ہیں ۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

و لن ترضی عنك الیھود و لا النصارٰی حتی تتبع ملتھم ۔

ترجمہ ۔ اور ہرگز راضی نہ ہوں گے ۔ تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہو ۔ ان کے دین کا ۔

ابن کثیرؒ اور ابن جریرؒ لکھتے ہیں ۔ کہ اے محمد ﷺ تو یہود و نصاریٰ کو چھوڑ دے ۔ یہ حق کی طرف لوٹنے والے نہیں ہیں ۔ بس تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب کر اور حق کی دعوت دے ۔

اہل ایمان مجاہدین کا یہود و نصاریٰ و مرتدین کے ہاتھوں فروخت اور ان کا قتل و قید ۔

تو جس طرح ہجرت حبشہ کے وقت مشرکین نجاشی بادشاہ کو مسلمان مہاجرین کے حوالہ کرنے اور رشوت دینے کا کہہ رہے تھے ۔ اور حضرت عمرو ابن العاصؓ اسلام لانے سے قبل اس وفد کے سردار تھے ۔ اور نجاشی نے ایمان و غیرت کا مظاہرہ کر کے ان کے حوالے نہیں کیا ۔ جس طرح فتح الباری میں ہے ۔ کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ۔

(اصل عبارت عربی ہے)(عن بن عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمَا قال اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قال اَلْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہُ وَ مَنْ کَانَ فِی حا جَۃِ أخیہِ کَانَ اللّٰہُ فِی حَاجَتِہِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃًمِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمً سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔۔۔)

کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ۔ وہ نہ اس پر ظلم کرے گا ۔ اور نہ وہ اسے

دشمن کے حوالہ کرے گا۔اور جو آدمی کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرے گا۔تو اللہ تعالی اس کی حاجت روائی کرے گا۔اور جو آدمی کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے گا۔تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس سے تکلیف دور فرمائے گا۔اور جو کسی مسلمان پر پردہ ڈالے گا۔تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔

اہل ایمان کا محاصرہ اور اقتصادی پابندیاں وغیرہ وغیرہ

جس طرح دشمن نے امارت اسلامیہ افغانستان اور وہاں مہاجرین اہل ایمان کا گھیرا تنگ کیا۔اور دوا اور غذا اور دیگر اشیاء کے راستے بند کر دیئے۔اور اس کو وہ (راستوں کو مسدود کرنے) کا نام دیتے ہیں۔تا کہ اہل ایمان کا محاصرہ کیا جائے۔اور ان کو تنگ کیا جائے۔اور اسی طرح وہ انسانی حقوق کی تنظیمیں جو یہود و نصاریٰ کی حواری ہیں۔اور ان کا اللہ تعالی پر کوئی ایمان نہیں۔اور نہ ان کا کوئی عقیدہ ہے۔
فحسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل۔

تو اسی طرح یہ محاصرہ اور مقاطعہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھی ہوا۔جس طرح امام مبارک پوریؒ نے قریش کا وہ مقاطعہ اور محاصرہ جو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ کیا۔کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو مشرکین کے حوالے کریں۔تا کہ وہ نعوذ باللہ ان کو قتل کر دیں۔یا پھر بھوک و پیاس سے مرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔اور پھر تین سال تک یہ محاصرہ اور مقاطعہ جاری رہا۔لیکن اس دور میں بھی کچھ مشرکین نے اس ظلم و بربریت سے براءت کا اعلان کیا۔جس طرح ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے۔لیکن اس

زمانے کے مشرکین و کفار بلکہ نام نہاد مسلمان بھی اس محاصرے اور پابندیوں سے اعلان براءت نہیں کر رہے ہیں۔ اور جس طرح غزوہ خندق کے دوران مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا محاصرہ ہوا۔ اور جو بھوک و پیاس کے احوال رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر گزرے۔ جس طرح امام مبارک پوریؒ نے نقل کیا ہے۔ تو ہمیشہ اہل ایمان پر یہی محاصرے اور مقاطعے مسلط ہوں گے۔ اور وہ ان کا مقابلہ کریں گے۔

چوتھی فصل

امتحانات و آزمائشات یہ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایک لازمی قانون ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ راہ حق پر چل رہے ہیں۔ اور اس راستے کی سختی اور درشتی کا بیان۔

جس طرح ہم نے نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے ثابت کیا۔ کہ اہل حق انبیاء اور صالحین پر ہمیشہ باطل کے مقابلے میں مصیبتیں آئیں گی۔ اور جو طاغوتی علماء سوء اور یا باطل لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مصیبت کا آنا یہ کجروی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا گمراہی ہوتی ہے۔ تو یہ بات انتہائی غلط ہے۔ اور یہ ان لوگوں کا قول ہے۔ جو ڈرپوک اور موت سے بھاگنے والے اور حکمرانوں اور باطل پرستوں کے دوست ہیں۔ چاہے وہ بڑی بڑی شخصیات کیوں نہ ہو۔ یہ وہ علماء سوء ہیں جو راہ حق کی سختی سے جاہل ہیں۔ جو امر بالمنکر اور نھی عن المعروف کرنے والے ہیں۔ اور طواغیت کے سائے میں رہ کر ان سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اسکے بدلے طواغیت ان کیلئے

مساجد بناتے ہیں اور انکے لئے نشریات کا انتظام کرتے ہیں۔تو پھر یہ لوگ انکے خواہش کے مطابق لکھتے اور بولتے ہیں۔اورطواغیت ان کیلئے بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھانے کا انتظام،خوبصورت محلات،بہترین گاڑیاں،اورعیش وعشرت کا سامان مہیا کرتے ہیں تو یہ لوگ دین کے بدلے دنیا کو ترجیح دے کر طواغیت سے محبت و احسان کیوجہ سے اہل ایمان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔اوران سے کچھ بہتر لوگ وہ ہیں جو خاموشی اختیار کرلیں نہ طواغیت کے ساتھ اور نہ اہل ایمان کے ساتھ۔پس جس کا یہ خیال ہوتو وہ توبہ کرلیں اور اپنے صحیح دین کی طرف لوٹ آئیں۔کیونکہ یہ حال نہ نبی اکرم ﷺ کا تھا اور نہ صحابہؓ کا۔خوب سوچ وفکر سے کام لیں۔اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔

خباب ابن لأرت سے روایت ہے۔

(اصل عبارت عربی کتاب میں)((فعن أبی عبداللہ خباب بن الأرتؓ قال:(شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ هُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَ مَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوْالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ

تَسْتَعْجِلُونَ۔))

کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو پکڑا جاتا۔ اور زمین میں گاڑ دیا جاتا۔ اور پھر ایک آرے سے اس کا سر دوٹکڑے کردیا جاتا۔ اور لوہے کی کنگی سے آدمی کے جسم کے گوشت اور ہڈیوں کو جدا کردیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے دین سے کبھی نہ ہٹتا۔ اور اللہ تعالی کے قسم کہ دین کا کام اللہ تعالی پورا فرمائے گا۔ یہاں تک صنعاء سے حضرموت تک ایک سوار چلے گا۔ اور وہ صرف اللہ تعالی سے ڈرتا ہوگا۔ اور راستے میں اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ بھیڑیا بکریوں میں چلتا پھرتا رہے گا۔ اور بکریوں کو کوئی نقصان نہیں دیگا۔ لیکن تم لوگ جلدی کررہے ہو۔ اور جس طرح ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ اور دوسرے انبیاءکو قوم نے پتھروں سے مارا۔ ان کا خون بہایا۔ اور وہ خون کو صاف کرتے وقت یہ دعا کرتے رہتے۔ کہ یا اللہ تعالی ہمارے قوم کو معاف فرما۔ کیونکہ یہ لوگ ہمیں جانتے نہیں۔ جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

أم حسبتم أن تدخلوا الجنة و لما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء و الضراء و زلزلوا حتى يقول الرسول و الذين امنوا معه متى نصر الله ألا انّ نصر الله قريب ۔

ترجمہ۔ کیا تم کو یہ خیال ہے۔ کہ جنت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ تم پر نہیں گزرے حالات ان لوگوں کے جیسے جو ہو چکے تم سے پہلے، کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑجھڑائے گئے، یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے ۔

کب آئے گی اللہ کی مدد، سن رکھ اللہ کی مدد قریب ہے۔

سید قطبؒ ابن کثیرؒ اور امام آلوسیؒ لکھتے ہیں۔ کہ مؤمنین کو آزمائشات و امتحانات میں ڈال کر اللہ تعالی ان میں سے منافقین کو جدا فرمالے گا۔ اور خالص سونے جیسے لوگ جدا کر دیئے جائینگے۔ جس طرح غزوہ احزاب، بدر، احد اور تمام معرکوں میں ہوا۔ اس کے بعد یہاں تک کہ یہ شیوہ چلتا آرہا ہے۔ اور ایسے امتحانات کے بعد جب ناامیدی کے سائے سر پر آجائیں۔ اور مؤمنین حق پر قائم اور ڈٹے رہیں۔ تو اللہ تعالی کی نصرت اترنی شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جنت کو سختیوں اور جہنم کو شہوات میں ڈھانپ دیا گیا ہے۔

جس طرح نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

(اصل عبارت عربی کتاب سے) (وأخرج الحاكم وصححه عن أبي مالك قال قال رسول اللهﷺ إن الله تعالى ليجرب وأحدكم بالبلاء وهو إعلم به كما يجرب أحدكم ذهبه بالنار فمنهم من يخرج كالذهب الإبريز فذلك الذي نجاه الله تعالى من السيآت و منهم من يخرج كالذهب الأسود فذلك الذي قد افتتن)

کہ۔ اللہ تعالی تم لوگوں پر امتحانات کے ذریعے تجربے کرتا ہے۔ جیسے سونا آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ لہلہاتے ہوئے سرخ سونے کی طرح نکل آتے ہیں۔ تو وہ گناہوں سے پاک حق والے ہوتے ہیں۔ اور جو کالے سونے کی طرح نکلتے

ہیں ۔تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔

بہت سے دعوت الی اللہ کا کام کرنے والے اس بات سے جاہل ہوتے ہیں ۔کہ امتحانات اور آزمائشات کا آنا راستے میں کجی یا غلطی کی وجہ سے نہیں ہوتا ۔بلکہ یہ راہ حق پہ چلنے کی دلیل ہے ۔تو وہ اس کے حل کیلئے غلط راستے ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں ۔تو خود بھی گمراہ ہو جاتے ہیں ۔اور دوسروں کو بھی گمراہ کر لیتے ہیں ۔جس طرح ترمذی کی صحیح حدیث ہے ۔(اصل عبارت عربی کتاب سے)

کہ ۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ۔جن لوگوں پر بڑا امتحان آئے گا ۔تو ان کو اجر بھی بڑا ہی ملے گا ۔اور جن لوگوں کو اللہ تعالی محبوب بنالیتا ہے ۔تو ان پر امتحان نازل فرمادیتا ہے ۔تو جو لوگ اس پر راضی ہو جاتے ہیں ۔تو ان کیلئے اللہ تعالی کی رضا ہے ۔اور جو لوگ امتحان سے ناراضگی اختیار کر لیتے ہیں ۔تو ان کیلئے اللہ تعالی کی ناراضگی ہے ۔

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے ۔کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ۔کہ جن لوگوں کیلئے اللہ تعالی خیر کا ارادہ فرمالیتا ہے ۔تو انہیں کسی امتحان میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

اور ابوہریرۃؓ سے روایت ہے ۔کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ۔کہ مؤمنین اور مؤمنات پر ان کے جان و مال اور اولاد میں ایسے امتحانات پیش آتے ہیں ۔کہ جب وہ اللہ تعالی کے ساتھ ملاقات کر لیتے ہیں ۔تو وہ گناہوں سے مکمل پاک ہوتے ہیں ۔

ابن جریرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔

و لنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم و الصابرین و نبلوا اخبار کم ۔

ترجمہ۔اور البتہ ہم تم کو جانچیں گے۔تا کہ معلوم کرلیں ۔ جو تم میں سے لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے ہیں ۔اور تحقیق کریں تمہاری خبریں ۔

کہ میں اپنے جماعت اور اپنے اولیاء کو اور اہل جہاد اور اہل صبر کو قتال کے دوران شک پرست اور منافق لوگوں سے جدا کروں گا۔اور سید قطبؒ لکھتے ہیں ۔اس آیت کی تفسیر میں ۔

ما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما أنتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیّب ۔

ترجمہ۔اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دے۔مسلمانوں کو اس حالت پر جس پر تم ہو۔ جب تک کہ جدا نہ کردے۔ناپاک کو پاک سے ۔

کہ یہ اللہ تعالی کا قانون نہیں ۔کہ وہ مؤمنین اور منافقین کو ایک ہی صف میں رکھے ۔بلکہ وہ امتحانات وآزمائشات کے ذریعے صف کو صاف فرمائے گا۔کہ اس سے خباثت اور گندگی ختم ہوجائے ۔اور میدان صاف وشفاف رہے ۔تو باطل پرست لوگ اور علماء سوء موت سے ڈر اور خوف کی وجہ سے اور مصیبتوں اور آزمائشات کا مقابلہ نہ کرنے کی وجہ سے اہل حق کو کبھی پاگل اور مبتدعین اور کبھی دہشت گردوں کے نام سے پکارتے ہیں ۔کسی شاعر نے کہا ہے۔کہ بزدل لوگ بزدلی کو عقلمندی سمجھتے ہیں حالانکہ

بزدلی کمینے طبیعت کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ طاغوت کے پرستار اور ان کے ساتھ خوش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت و جہاد کے منکر ہیں۔ اور اہل ایمان چونکہ اللہ تعالیٰ سے ہر حالت میں راضی ہیں۔ تو انکی باتوں کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح یہ لوگ جمہوریت کو اچھا کہتے ہیں۔ اور آدھے ایمان اور آدھے کفر پر راضی ہو رہے ہیں۔ جو آدمی ذلیل زندگی گزارنے والے لوگوں پر رشک کرتا ہے وہ اُن سے زیادہ ذلیل ہے۔ کیونکہ بعض اوقات موت زندگی سے بہتر ہوتا ہے حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ضعیف اور کمزور ہونے کے وقت بھی طاغوت اور جمہوریت جیسے تلبیسات سے منع کیا ہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں۔ جس طرح قریش کے سرداروں نے نبی اکرم ﷺ کو رشوت اور لالچ کے بدلے اپنے مؤقف حق میں کچھ تغیر اور تبدیلی لانے کو کہا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا۔ اور کہا کہ میں حق کی راہ میں ہر قسم کی مصیبت پر صبر کرنے کو تیار ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں طاغوت اور جمہوریت سے مبّرا، صاف وشفاف راستہ دکھا دیا ہے۔ جو یہ ہے۔

(۱) ۔ کہ داعی راہ حق میں ہر قسم کی مصیبت کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوگا۔ لیکن اپنے مؤقف میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں لائے گا۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے سرداران قریش کو واشگاف الفاظ میں کسی قسم کا تغیر و تبدیلی نہ لانے کا اعلان کیا۔

(۲) ۔ داعی کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ اوامر اللہ، توحید، دین کے احکام، اللہ تعالیٰ

کے تقوے اور عبادت پر روشنی ڈالے گا۔ اور باطل کا بر ملا اظہار کرے گا۔ اور اس میں کوئی لگی لپٹی نہیں کرے گا۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ابتداء ہی میں قریش کے خداؤں اور بتوں کے بارے میں واشگاف الفاظ استعمال کئے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و کذلک نفصل الآیات و لتستبین سبیل المجرمین ۔

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو۔ اور تاکہ کھل جائے طریقہ گناہگاروں کا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قل ھذہ سبیل أدعو الی اللّٰہ علی بصیرۃ أنا و من اتبی و سبحان اللّٰہ و ما أنا من المشرکین ۔

ترجمہ۔ کہہ دے یہ میری راہ ہے۔ بلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہیں۔ اور اللہ پاک ہے۔ اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں۔

کہ بہت سے لوگ پہلے تو صرف أمر بالمعروف کرتے ہیں۔ اور نہی عن المنکر چھوڑ جاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ نہی عن المنکر تو کرتے ہیں۔ اور طاغوت کے بارے میں درس بھی دیتے ہیں۔ لیکن یہ تعین نہیں کرتے۔ کہ طاغوت کون ہے۔ اور بہت سے لوگ افغانستان کے بادشاہ نجیب یا کرزئی کو تو کافر اور مرتد اور طاغوت سمجھتے ہیں۔ لیکن پرویز، حسن مبارک، اور شاہ عبد اللہ، شاہ فہد اور بشار لا سد

کو طاغوت نہیں کہتے ۔اور حالانکہ عجیب اور کرزئی سے زیادہ یہ دوسرے لوگ فساد فی الأرض اور قتل وغارت کے ذمہ دار ہیں ۔تو ہم نہیں جانتے کہ یہ لوگ کن دلائل سے پہلے والوں کو طاغوت کہتے ہیں ۔اور دوسرے والوں کو ان سے مبرّا سمجھتے ہیں ۔ بہت سے لوگ فلسطین سے یہود اور عراق وافغانستان سے امریکہ اور یہود کے انخلاء کا فتوٰی تو دیتے ہیں ۔لیکن یہ نہیں بتاتے ، کہ ہم انہیں کیسے نکالیں گے ۔حالانکہ یہی وہ طاغوتی حکمران ہیں ۔جنہوں نے کفار اور یہود ونصارٰی کو جزیرۃ العرب اور عالم عرب میں جگہ دی ہے ۔اور انہیں حکمرانوں کیلئے یہ نام نہاد علمائے سوء دعا بھی کرتے ہیں ۔اور ان کو خادم الحرمین اور امیر المومنین بھی کہتے ہیں ۔اور یہی وہ گمراہ علماء ہیں ۔کہ وہ ایسے فتوے دیتے ہیں ۔کہ اس سے اللہ تعالٰی راضی نہیں ۔جس طرح عبد اللہ ابن مبارکؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔(اصل اشعار عربی کتاب سے) کہ دین کی تباہی اور فساد بادشاہوں ،علماء سوء اور برے پیروں کی وجہ سے ہے ۔اور لوگ بدبودار کھیت میں چر رہے ہیں ۔جسکی بدبو صرف عقلمند شخص محسوس کرسکتا ہے ۔اور امام اوزعیؒ فرماتے ہیں کہ نصارٰی کے قبور نے اللہ تعالٰی سے شکایت کی کہ کفار کے جسموں کی بدبو انتہائی سخت ہے ۔تو اللہ تعالٰی نے ان کو وحی فرمائی کہ علماء سوء کے جسموں کی بدبو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی ۔اور کسی شاعر نے کہا ہے (اصل اشعار عربی کتاب سے) اگر اہل علم (علم) کی حفاظت کرتے اور اسکی تعظیم کرتے تو وہ اسکی سچی حفاظت اور تعظیم کرسکتے تھے لیکن انھوں نے خود اسکی بے عزّتی کی اور اسکی حیات اور تروتازگی کو طمع ولالچ و بے پرواھی

سے خراب اور گندہ کرڈالا۔

(۳) ۔خدارا، اے! داعیان اسلام کبھی بھی جمہوریت کو قبول مت کرو۔ کہ تم یہ کہو کہ پارلیمنٹ میں جا کر ہم اسلامی نظام لائیں گے۔ کیونکہ

(۱) ۔یہ اللہ تعالیٰ کا قانون اور طریقہ نہیں۔

(۲) اور یہ کافر اور مومن کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دینے کی ابتداء ہے۔ اور یہ حرام ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لاتجد قوم یومنون باا للّٰہ والیوم الآخر یوآرون من حاداللّٰہ ورسولہ ولو کانو آباء ھم أو أبناء ھم أو اخوانھم أو عشیر تھم۔

ترجمہ۔تو نہ پائے گا۔کسی قوم کو، جو یقین رکھتے ہو اللہ پر، اور پچھلے دن پر، کہ دوستی کرے ایسوں سے، جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے، خواہ وہ اپنے باپ ہو یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قل یاأیھاالکافرون ،لا أعبد ماتعبدون ، ولا أنتم عابدون ما أعبد ، ولا أنا عابدما عبدتم ، ولا أنتم عابدون ما أعبد ، لکم دینکم ولی دین ۔

ترجمہ۔تو کہہ اے منکروں، میں نہیں پوجتا، جس کو تم پوجتے ہو، اور نہ تم پوجو، جس کو میں پوجوں تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لم تزیلو لعذبنا الذین کفرو منھم عذابا

الیم ۔

ترجمہ۔ اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے ۔تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر عذاب دردنا ک کی۔

(۳) ۔حق پوراہی ہوگا۔اورحق ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوسکتا۔اگر وہ لوگ حق کو پورا مانے تو کامیاب ہو جائیں گے۔ورنہ صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔اور فتنوں اور کفر کو شرعی طریقے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے ذریعے سے زائل کیا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنه ويكون الدين كله لله (سورۃ الأنفال)

ترجمہ۔اورلڑوان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد، اور حکم رہے اللہ تعالیٰ ہی کا۔

راستے کی درشتی اورسختی اورامت مسلمہ کیلئے لائحہ عمل۔

اہل ایمان کے علاوہ مصیبت پر کوئی جماعت صبر نہیں کرسکتی۔اور ملا محمد عمر حفظہ اللہ کا عرب مجاہدین کو کفار کے حوالے نہ کرنا۔اور یہ اعلان کہ اگر تمام افغان قتل کر دئے جائیں۔تو پھر بھی ہم اپنے عرب بھائی حوالہ نہیں کریں گے۔اور یہ وہی نظریہ ہے۔جو اہل ایمان اور آخری زمانے کے اجنبی لوگوں کا ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ان کو اس کا بدلہ ملے گا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا طائف میں طائفی قوم کی سنگساری کی وجہ سے لہولہان ہونا۔ یہ بھی ہماری لئے ایک نمونہ ہے۔ اور اسی طرح امام مبارک پوریؒ لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ ابوطالب نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے موقف میں نرمی اختیار کرنے کیلئے کہا۔ اور اس کے مقابلے میں نجاشی بادشاہ جو نبی اکرم ﷺ کا رشتہ دار نہیں تھا۔ حالانکہ وہ مسلمانوں کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار تھا۔ تو یہی وہ اسلامی اور ایمانی اخوت ہے۔ اور اگر اہل مدینہ کا نبی اکرم ﷺ سے ایمانی رشتہ نہ ہوتا۔ تو آپ ﷺ مدینہ منورہ کو ہجرت نہ فرماتے۔ جس طرح امام مبارک پوریؒ ابن ہشام سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انصار نے نبی اکرم ﷺ کو کہا، کہ ہمارے تو یہودیوں کے ساتھ معاہدے ہیں۔ اور ہم اس کو تمہاری وجہ سے توڑنے والے ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ اسلام غالب آجائے۔ اور پھر آپ اپنے وطن (مکہ) کو واپس ہو جائیں۔ اور ہم اکیلے ہی رہ جائیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔ اور تمہارے ساتھ ہر خوشی اور غم میں شریک رہوں گا۔ اور جس طرح بیعت کے وقت عباس ابن عبادہ ابن نضلۃ انصاریؒ نے فرمایا، کہ اے مدینہ والوں تمھیں پتہ ہے۔ کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ اس بیعت سے تمہارے جان و مال تباہ کر دئے جائیں گے۔

اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دیا جائے گا۔ تو اگر تم لوگ اس پر صبر کر سکتے ہو۔ اور وعدہ پورا کر سکتے ہو۔ تو تمہارے لئے کامیابی اور جنت ہے۔ اور پھر اگر تم وعدہ

توڑ دو گے ۔تو یہ تمہارے لئے دنیا وآخرت کی رسوائی ہے ۔تو انہی مصیبتوں کو سامنے رکھ کر، اہل مدینہ نے کامیابی اور جنت کے بدلے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کیا۔ اور اسی طرح کے الفاظ بیعت سے پہلے اسعد ابن ضرارہ نے بھی استعمال کئے تھے ۔ اور حقیقت یہی ہے ۔کہ انصار نے کالے وسرخ مشرکین عرب ،مرتدین اور فارس و روم کے کفار سے جنگیں لڑیں ۔ اور انکے اموال تباہ ہوئے ۔ اور ان کے سردار قتل ہوئے ۔مگر جو خرید وفروخت انہوں نے اللہ تعالی کے ساتھ جنت کے بدلے کیا تھا ۔وہ اس پر قائم رہے ۔اور خوب جان لو ۔کہ اللہ تعالی کی قیمت ان قربانیوں کے بدلے جنت کی ہے ۔اور وہ بہت بڑا انعام ہے ۔

اس فصل میں میں نے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف اشارہ کیا ۔جس کا خلاصہ یہ ہے ۔

(۱) ۔اہل ایمان کا تعارف اور ان پر آنے والی مصیبتیں

(۲) ۔ پہلے لوگ صحابہ کرامؓ بھی اجنبی اور غیر مشہور اور مجبور تھے ۔اور آخری زمانے میں بھی یہ اہل ایمان کا شیوہ ہوگا۔

(۳) ۔عقیدہ توحید واسلام ایک مضبوط قلعہ ہے ۔اس کی اہمیت اور اس پر عمل ۔

(۴) ۔دعوت حق و جہاد اور اصول دین کی طرف رہنمائی یہ مجاہدین اور علماء کا فرض ہے ۔کہ وہ اپنے انصار کو اور قرب وجوار کے لوگوں کو پہنچائے ۔

(۵) ۔ہمیں چاہیے، کہ ہم اپنے انصار سے نبی اکرم ﷺ کا جو معاملہ تھا ۔وہی طرز

اور طریقہ اختیار کریں ۔اور ان کو دعوت حق پہنچا دیں ۔اگر ہم مر گئے ۔اور اس دنیا سے چلے گئے ۔تو یہ دعوت کی امانت اس کے حاملین کو پہنچے ۔اور ہمارے بعد دین حق اور نہج الٰہی کی دعوت چلتی رہے ۔چاہے ہم کبھی کے فنا کیوں نہ ہو ۔اور لا الــــہ الا اللّٰہ کی یہ قیمتی دعوت قیامت تک جاری وساری رہے ۔

پانچویں فصل

اجنبی اہل ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں اور بدلے ۔

دنیا میں اجنبی اہل ایمان کیلئے سب سے بڑی سعادت ''لا الــــہ الا اللّٰہ'' جیسے قیمتی امانت کی حفاظت اور آخرت میں جو اجر ہے ۔اس کا ہم کچھ تذکرہ کرتے ہیں ۔

(۱) ۔**اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت خوشی اور سرور** ۔امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں ۔

(اصل عبارت عربی کتاب سے)((قال النووی فی قولہﷺ (بدأ الإسلام غریبًا وسیعود کما بدأ غریبًا فطوبی للغرباء وھو یأرِزُ بین المسجدین کما تأرِزُ الحیّۃ فی جحرھا))

کہ اسلام کی ابتداء اس حال میں ہوئی۔ کہ وہ اجنبی اور نامانوس تھا۔ اور اس کی انتہا میں بھی اجنبی لوگ ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (طوبیٰ لھم و حسن مآب) ترجمہ: ان کیلئے خوشخبری ہے اور اچھی (خوبصورت) جگہ ہے۔ کی تفسیر میں ابن عباسؓ، عکرمہؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ، ابراہیمؒ، ابن عجلانؒ وغیرہ وغیرہ مفسرین نے مختلف معانی بیان کئے ہیں۔ اور یہ تمام اقوال اس آیت وحدیث میں محتمل ہیں۔ کہ ان اجنبی لوگوں کیلئے خوشخبری آنکھ کی ٹھنڈک بہت ہی اچھی چیز، رشک سے بھرا انعام، اچھائی اور عزت وتکریم ہے۔ اور ہمیشہ کا خیر ہے۔ جنت اور جنت کے باغات ہیں۔ امام احمدؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ عبداللہ ابن عمروؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور سورج طلوع ہو چکا تھا۔ تو فرمایا۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا۔ جن کا نور سورج کی طرح ہوگا۔ تو ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ ہم ہونگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ نہیں حالانکہ تم لوگوں کیلئے بھی بہت بڑا خیر ہے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو فقراء اور مہاجرین ہوں گے۔ جو تمام زمین کے مختلف جگہوں سے اکھٹے کر دیئے ہوں گے۔ اور فرمایا۔ بھلائی ہے۔ اجنبی لوگوں کیلئے، بھلائی ہے اجنبی لوگوں کیلئے، بھلائی ہے اجنبی لوگوں کیلئے، تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کہ اجنبی لوگ کون ہونگے تو فرمایا۔ کہ یہ صالح لوگ ہوں گے۔ اور بدکار لوگوں میں ان کے تابعدار کم ہونگے۔ اور ان کے مخالفین زیادہ ہونگے۔ امام

ہرویؒ نے ان کو ہجرت کرنے والوں سے تعبیر کیا ہے۔

(۲) ۔اجنبی اہل ایمان کیلئے نبی اکرم ﷺ کی محبت وقربت۔

صاحب فیض القدیر لکھتے ہیں۔ کہ ابوعبیدہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمہارے اوپر ایمان لائے۔ اور تمہارے ساتھ جہاد کیا۔ کیا ہم سے بھی زیادہ کوئی بہتر لوگ ہونگے۔ تو فرمایا۔ کہ ہاں وہ لوگ ایسے ہونگے۔ جو تمہارے بعد ہوں گے۔ اور انہوں نے مجھے دیکھا نہیں۔ اور پھر بھی مجھ پر ایمان لائیں گے۔ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ اس حدیث کو الفاظ میں کچھ تفسیر کے ساتھ امام احمدؒ، دارمیؒ اور طبرانیؒ نے بھی نقل کیا ہے اور امام حاکمؒ نے اسکی تصحیح بھی کی ہے۔ کہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ پہلے زمانے میں کفار کا غلبہ تھا۔ اور صحابہ کرامؓ نے مصیبتوں پر صبر کر کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ اور آخری زمانے میں بھی جب فتنوں اور گناہوں کی کثرت ہوگی۔ تو وہ لوگ بھی دین کی رسی مضبوطی سے تھامے رکھیں گے۔ اور اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے اپنے اعمال پاک وصاف رکھیں گے۔

(۳) سچے خوابوں کے ذریعے سے اجنبی اہل ایمان پر اللہ تعالی کا اکرام۔

ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔ کہ ابن ابی جمرۃ نے کہا ہے۔ کہ آخری زمانے میں مؤمن کا خواب سچا ہوگا۔ اور اس میں کسی جھوٹ کا احتمال نہیں آئے گا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ایسے خواب دیکھے گا۔ جو مکمل طور پر واضح ہوگا۔ اور اس میں کسی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور یہ اجنبی اہل ایمان پر اللہ تعالی کی نعمت ہوگی۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ

کا ارشاد ہے۔

" بدأ الاسلام غريبا و سيعود غريبا "

تو آخری زمانے میں اجنبی اہل ایمان کوتسلی دینے کیلئے سچے خوابوں سے ان کی عزت وتکریم کی جائے گی۔

اجنبی اہل ایمان کیلئے میری نصیحت۔

ہم نبی اکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ کے سیرت کی روشنی میں اہل جہاد کیلئے کچھ اصول لکھتے ہیں۔

(۱) ۔خدارا معاہدات ومذاکرات سے بچو۔اور دشمن کی مکاری سے بچ کر نرمی اختیار مت کرو۔

(۲) ۔اور خدارا طاغوت کے پرستاروں کے ساتھ قربت ومحبت چھوڑ دو۔جس طرح انصارؓ نے یہودیوں کے ساتھ مقاطعہ کیا تھا۔کیونکہ طاغوت کے سائے میں جہاد کرنا،یہ اپنے عمل کوضائع کرنا۔اوراپنے مجاہد بھائیوں کےخون سےغداری اور نہج الٰہی میں تحریف ہے۔

تو خدارا مرتد حکمرانوں اور ان کے زیر سایہ خفیہ ایجنسیوں ،قوم پرست حکمرانوں سے مکمل طور پر براءت کا اعلان کرلو۔چاہےنصرت میں دیر کیوں نہ لگ جائے۔اور ظاہر بات ہے۔کہ طاغوت کےسائے میں جہاد غیر شرعی جہاد ہوگا۔اور یہ تمہاری قوت کو کمزور ہی کرے گا۔اورلوگوں کا اعتمادتمہارے اوپر سے ہٹ جائے گا۔

اوراس سے دشمن فائدہ لے کرتمہارے لئے مزید قوت کا استعمال اور تیاری کرلے گا۔

(۳) ۔اورخدارا جمہوریت اور انتخابات جیسا طاغوتی راستہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وسیلہ اورمقصد دونوں شرعی ہونے چاہئے۔اورخدارا نظریہ ضرورت اورسیاست کوچھوڑ دو۔

(۴) ۔اورقوم پرستانہ خیالات کوبھی چھوڑ دو۔چاہے نصرت اور فتح میں دیر اورکافی وقت لگ جائے۔اورحق تو وہ ہے جوشریعت اوردین کے مطابق ہو نہ کہ زمینی قوانین۔ اورجہادتو ایک شرعی فریضہ ہے۔جو ہماری طرف متوجہ ہے۔اورفرداًفرداًہر شخص کی ذمہ داری ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

فقاتل فی سبیل اللّٰہ لا تکلف الا نفسك و حرض المؤمنین عسی اللّٰہ ان یکف بأس الذین کفروا و اللّٰہ أشد بأسا و أشد تنکیلا۔

ترجمہ۔سوتو لڑو اللہ کی راہ میں،تو ذمہ دارنہیں مگراپنی جان کا،اورتاکید کر مسلمانوں کوقریب ہے کہ اللہ تعالی بند کردے لڑائی کافروں کی۔اور اللہ تعالی بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے۔سزادینے میں۔

(۵) ۔اورخدارا عجب وتکبر کوچھوڑ دو۔کیونکہ ساری فضیلت وبزرگی اللہ تعالی کیلئے ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

فلا ترکوا أنفسکم هو أعلم بمن اتقی۔

ترجمہ۔سومت بیان کرو۔اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے۔اس کو جو بچ کر چلا۔

(۶) ۔ اور صبر سے کام لو کیونکہ یہ مجاہد کا توشہ ہے ۔ اور دشمن اگر ہمارے کسی علاقے پر حملہ کرلے ۔تو وہ یقیناً اس کے مکمل کنٹرول اور حفاظت کا انتظام نہیں کر سکتا ۔ اور مجاہدین دشمن کے حلق میں کانٹے چھبا تے رہیں گے ۔

جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

و کأین من نبی قاتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما أصابهم فی سبیل اللّٰه و ما ضعفو وما استکانو و اللّٰه یحب الصابرین ۔

ترجمہ ۔ اور بہت نبی ہیں ۔جن کے ساتھ ہوکر لڑے ہیں ۔ بہت خدا کے طالب اور پھر نہ ہارے ہیں ۔کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کے راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں ۔اور نہ دب گئے ہیں ۔اور اللہ تعالی محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے ۔

(۷) ۔ اور خدارا قوم پرستی اور تعصب کو چھوڑ دو ۔ کیونکہ عراق و فلسطین ، بوسنیا ، صومالیہ ، افغانستان ، چیچنیا ، الجزائر ،فلپائن اور خلیج بلکہ تمام مسلمان ممالک کا مسئلہ ایک ہی دین اسلام کا اور امت واحدہ کا مسئلہ ہے ۔جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

ان هذه أمتکم أمة واحدة و أنا ربکم فاعبدون ۔

ترجمہ ۔ یہ لوگ ہے ۔تمہاری دین کے ،سب ایک دین پر ، اور میں ہوں ، رب تمہارا سو میری بندگی کرو ۔

(۸) ۔ اور علمائے سوء سے بچو ۔ جو تمہیں طواغیت کے مطابق فتوی دیتے ہیں ۔اور خود ساختہ خیالات کو شرعی رنگ میں پیش کرتے ہیں ۔ ان کے ساتھ وہ دوستی اور

نصرت کرتے ہیں۔ اور ان کے برے کاموں کو اچھا کہتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکہ دیکر ان کے دین کو خراب کررہے ہیں۔ اور وہ علم چھپاتے ہیں۔ جو اللہ تعالی نے ان کو دیا ہے۔ دنیاوی اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے اور وہ مسلمانوں کے علاقے فرسودہ استدلالات کر کے صلیبیوں اور یہودیوں کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی تاویلات فاسدہ شیطان کا کام ہے۔ جس طرح اس نے کہا۔ کہ " أنا خير منه " کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔ اور ان ڈرپوک اور بزدل لوگوں سے بھی بچو۔ جو جہاد کے فرض عین ہونے میں شکوک و شبہات پھیلاتے ہیں۔ اور دلائل شرعیہ میں جھوٹ کسوٹ کا استعمال کر کے عین مسلمانوں کے محاصرے کے وقت بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بیٹھنے کی تلقین کررہے ہیں۔

(۹) ۔ اور خوب جان لو۔ کہ تمہاری دوستی اللہ تعالی اس کے رسول ﷺ اور مؤمنین کیلئے ہو۔ اور تمہارا دشمن شیطان اور اس کے دوست، چاہے وہ کسی صورت میں بھی ہو۔ چاہے وہ یہود و نصاریٰ ہو یا کمیونسٹ ہو چاہے، وہ شیعہ ہو، جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس تمہارے قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن ہے۔ اور ہمارے پاس وہ احادیث ہیں۔ جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عائشہؓ اور ابوہریرہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے نقل نہیں کئے ہیں۔ تو جو آدمی قرآن اور حدیث کا منکر ہو۔ اور جو صحابہ کرامؓ کو کافر کہے۔ وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ وہ کفار ہیں۔ چاہے، وہ عالم ہو، یا جاہل، کیونکہ کسی مسلمان کیلئے یہ روا نہیں۔ جو کلمہ شھادت پڑھے۔ اور اس کا عقیدہ یہ ہو۔ تو اے اجنبی لوگوں فاتح ہو

کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے راہ حق پہ رواں دواں رہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یا أیہا الذین امنو ان تنصر اللّٰہ ینصرکم و یثبت أقدامکم، والذین کفرو فتعسا لھم و أضل أعمالھم۔

ترجمہ۔ اے ایمان والوں! اگر تم مدد کرو گے، اللہ تعالیٰ کی تو تمہاری مدد کرے گا۔ اور جمادے گا تمہارے پاؤں، اور جو لوگ کہ منکر ہوئے۔ وہ گرے منہ کے بل اور کھودئے گئے۔ ان کے کئے کام۔

و اللّٰہ غالب علی أمرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون ۔

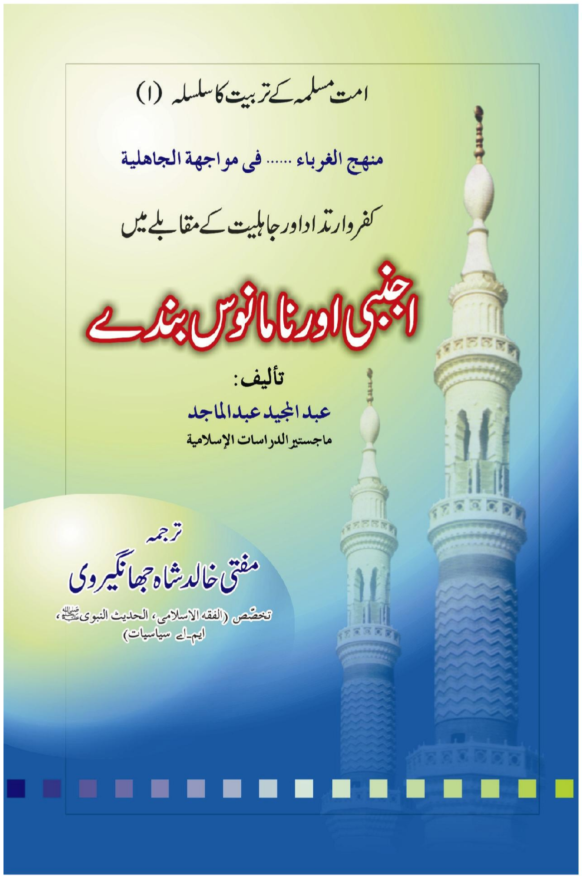

اُمت مسلمہ کے تربیّت کا مبارک سلسلہ(۱)

فتنوں کے سمندر میں ڈوبتے شخصیات اور علماءسوء کا کردار جو صلیبیوں اور یہودیوں کے ساتھ تعاون کر کے شیطانی منصوبوں کی تکمیل کر رہے ہیں۔ہم نے چاہا کہ اُمت مسلمہ کی تربیّت کا ایک سلسلہ شروع کر دیں۔جو اندھیری رات میں ایک رہبر بنیں۔تو یہ کتاب (اجنبی اور نامانوس بندے) منہج الٰہی کا محافظ ثابت ہوگا۔جبکہ فتنوں اور زمانے کی طوالت نے حق کو غبار آلود کر دیا ہے۔اس کتاب میں ہم نے اپنے دوستوں کے امتحانات اور آزمائشات کے تجربات درج کر دیئے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق کے علَم کو باطل پہ بلند کر دیں۔ اور باطل کو نیست و نابود کر دیں۔اور ہماری لغزشوں کو معاف فرمادیں اور ہمیں اس سے نفع نصیب فرمائیں اور وہ اس پر خوب قادر ہے۔

مؤلف